

اللَّهُمَّ آمِنَّا عَلَيْكَ
بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ
وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ
رَبِّ دَوْلَتِكَ اللَّهُ

حکمت رمضان

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ

مَوْلَانَا الْحَفِیظُ الْاِسْمَاعِیْلُ



فون: (0604) 567218
موبائل: 0333 8556473

ادارہ تبلیغ اسلام، جام پور
ضلع راجن پور، پنجاب

محمد سلیمان راشدی



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

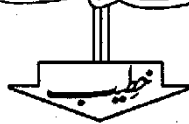


شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ
الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سُورَةُ الْبَقَرَةِ ١٨٥)

تحفة رمضان



مؤلف: علامہ محمد امجد علی عثمانی



مرکز جامع مسجد اہل سنت سیالکوٹ
فتح گڑھ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

- ☆ کتابچہ تحفہ رمضان
- ☆ مؤلفہ مولانا عبدالغفور اثری
- ☆ صفحات یک صد چھتیس (136)
- ☆ تعداد بائیس صد (2200)
- ☆ تاریخ طباعت رمضان المبارک 1428ھ بمطابق 2007ء
- ☆ کتابت جناب مرزا عنایت بیگ صاحب
- ☆ مطبع زاہد بشیر پرنٹرز ہجویری پارک پی گن لاہور
- ☆ سرورق استاذ الخطاطین جناب عبدالرشید قمر صاحب

14 ایبٹ روڈ، نزد روزنامہ جرات، لاہور [0321 4041990]



فہرست عنوانات تحفہ رمضان

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰	عرض حال	۱
۱۲	استقبال رمضان	۲
۱۳	فضائل و برکاتِ رمضان المبارک	۳
۱۴	رمضان کی وجہ تسمیہ	۴
۱۵	خلاصہ	۵
۱۶	گناہوں کو جلا کر ختم کر دینے والا مہینہ	۶
۱۷	گناہوں کو دھو ڈالنے والا مہینہ	۷
۱۸	حاصل کلام	۸
۱۹	فضائلِ رمضان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارک	۹
۲۲	اللہ تعالیٰ کے منادی کی پکار	۱۰
۲۳	جنت کا بناؤ سنگھار اور عورالعین کی پکار	۱۱
۲۴	رمضان میں ذکر اللہ کی فضیلت	۱۲
۲۵	امتِ مسلمہ کے لئے رمضان میں پانچ مخصوص چیزیں	۱۳
۲۹	حضرت حیریل علیہ السلام کی تین بددعائیں	۱۴
۳۰	تین شخصوں کی ناک خاک آلود ہو۔	۱۵
۳۱	رمضان کے روزے کی فرضیت	۱۶
۳۲	اسلام کے ارکانِ خمسہ	۱۷
۳۳	تاریک روزہ مسلمان نہیں	۱۸
۳۴	روزہ کو ضائع کرنے والا دشمنِ رسول ہے	۱۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۴	ارکانِ خمسہ کا لزوم	۲۰
۳۷	غلط فہمی کا ازالہ	۲۱
۳۷	تاکید اور تخویف	۲۲
۳۸	رمضان کے روزے کی فضیلت	۲۳
۳۸	رمضان کے روزے پہنچ گناہوں کا کفارہ ہیں	۲۴
۳۹	روزہ دار گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے	۲۵
۴۰	روزہ دار مستجاب الدعوت ہے	۲۶
۴۱	جنت میں داخلہ کے وقت سپیش دروازہ	۲۷
-	روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے پاکیزہ ہے	۲۸
۴۲	نیز روزہ دار کو دو خوشیاں	۲۸
۴۳	روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا	۲۹
۴۳	روزے کا لغوی اور شرعی معنی	۳۰
۴۴	حاصلِ کلام	۳۱
۴۵	روزہ میں نیت ضروری ہے	۳۲
۴۶	رضا خانیوں کے لئے لمحہ فکریہ	۳۳
۴۶	نیت کا زبان سے ادا کرنا خلاف سنت ہے	۳۴
۴۸	خلاصہ مطلب	۳۵
۴۸	روزہ رکھنے کی مرزائی اور رضا خانی نیت	۳۶
۴۹	مرزائیوں اور رضا خانیوں کو کھلا چیلنج	۳۷
۵۰	چاند دیکھنے کی دعاء	۳۸
۵۰	فائدہ جلیلہ	۳۹
۵۰	روزے کی تین حالتیں بدلی گئیں۔	۴۰
۵۱	پہلی حالت	۴۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۱	دوسری حالت	۴۲
۵۱	تیسری حالت	۴۳
۵۲	رکن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت اور بعد میں قضاء کرنے کا حکم ہے	۴۴
۵۲	مریض اور مسافر	۴۵
۵۳	حیض و نفاس والی عورت	۴۶
۵۳	حاملہ اور دودھ پلانے والی	۴۷
۵۴	شیخ کبیر اور دائم المرض کے روزے کا حکم	۴۸
۵۵	میت پر رمضان کے روزے کا حکم	۴۹
۵۶	روزہ میں رکن چیزوں سے بچنا ضروری ہے	۵۰
۵۷	جماع سے روزہ توڑنے کا کفارہ	۵۱
۵۸	رکن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	۵۲
۵۹	سحری کھانا سنت ہے	۵۳
۶۰	کھجور یا پانی سے افطار کرنا مسنون ہے	۵۴
۶۱	روزہ افطار کرانے والے کا ثواب	۵۵
۶۱	روزہ جلد افطار کرنا سنت ہے	۵۶
۶۲	روزہ افطار کرنے کی مسنون دعاء	۵۷
۶۲	افطار کے وقت دعاء قبول ہوتی ہے	۵۸
۶۲	دوسروں کی چیز سے افطار کرنا	۵۹
۶۳	قیام رمضان کی فضیلت	۶۰
۶۳	نفل کا فرض کے برابر ثواب	۶۱
۶۳	گزشتہ گناہ بخشے جاتے ہیں	۶۲
۶۵	گناہوں سے چھٹکارا، اور جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفقا	۶۳
۶۶	ساری رات کی عبادت کا ثواب	۶۴

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۶	قرآن سننے کا دوسرا ثواب	۶۵
۶۷	مسنون قیام رمضان بسند صحیح وتر سمیت گیارہ رکعات ہے	۶۶
۶۸/۶۷	پہلی حدیث ، امام محمدؒ کا منصفانہ فیصلہ	۶۷
۶۹	قارئین حضرات	۶۸
۷۰	دوسری حدیث	۶۹
۷۰	تیسری حدیث	۷۰
۷۱	وتر سمیت گیارہ رکعات کا فاروقی حکم	۷۱
۷۲	غلط فہمی کا ازالہ	۷۲
۷۳	اعتکاف	۷۳
۷۳	اعتکاف کا لغوی اور شرعی معنی	۷۴
۷۵	اعتکاف کی شرعی حیثیت	۷۵
۷۶	اقسام اعتکاف	۷۶
۷۶	واجب اعتکاف	۷۷
۷۷	مسنون اعتکاف	۷۸
۷۷	فضائل اعتکاف	۷۹
۷۸	معتکف کے لئے دخول جنت کی ضمانت	۸۰
۷۸	معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے	۸۱
۷۹	معتکف کی جہنم سے نجات	۸۲
۸۱	دو حج اور دو عمروں کا ثواب	۸۳
۸۱	اعتکاف کے مسائل و احکام	۸۴
۸۱	آغاز اعتکاف	۸۵
۸۲	فائدہ جلیلہ	۸۶
۸۲	معتکف میں بوسے اور کپڑے وغیرہ سے خمیہ لگانا	۸۷

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۳	مباح امور	۸۸
۸۵	معتکف کو کون سے کام کرنے منع ہیں	۸۹
۸۵	انتباہ	۹۰
۸۶/۸۸	عورتیں بھی مسجد ہی میں اعتکاف بیٹھیں — فائدہ جلیلہ	۹۱
۸۸	اعتکاف جامع مسجد میں مسنون ہے	۹۲
۸۹	الحاصل	۹۳
۹۰	امتہات المؤمنین کا مسجد میں اعتکاف	۹۴
۹۱	حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ کا فیصلہ	۹۵
۹۲	امام نوویؒ کا فیصلہ	۹۶
۹۳	اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں اعتکاف	۹۷
۹۴	الحاصل	۹۸
۹۴	عون المعبود اور نیل الاوطار کا حوالہ	۹۹
۹۵	حاصل کلام	۱۰۰
۹۵	اختتام اعتکاف	۱۰۱
۹۶	شب قدر کی فضیلت	۱۰۲
۹۷	شان نزول	۱۰۳
۹۷	شب قدر کی وجہ تسمیہ	۱۰۴
۹۷	پہلا معنی	۱۰۵
۹۸/۹۹	دوسرا معنی — الحاصل	۱۰۶
۹۹	شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو	۱۰۸
۱۰۰	شب قدر میں عبادت کا ثواب	۱۰۹
۱۰۱	شب قدر کے ثواب سے محروم رہنا بڑی بے نصیبی ہے۔	۱۱۰
۱۰۱	شب قدر میں خصوصی دعاء	۱۱۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰۲	صدقۃ الفطر کے ضروری مسائل	۱۱۲
۱۰۲	وجہ تسمیہ	۱۱۳
۱۰۲	صدقۃ الفطر کی فرضیت	۱۱۴
۱۰۳	صدقۃ الفطر کا مقصد	۱۱۵
۱۰۳	فائدہ جلیلہ	۱۱۶
۱۰۴	صدقۃ الفطر ادا نہ کرنے سے رونے قبول نہیں ہوتے	۱۱۷
۱۰۴	غریب بھی صدقۃ الفطر ادا کریں	۱۱۸
۱۰۵	صدقۃ الفطر نماز عید کے لینے نکلنے سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے	۱۱۹
۱۰۶	صدقۃ الفطر کس جنس سے ادا کیا جائے ؟	۱۲۰
۱۰۶	مقدار صدقۃ الفطر	۱۲۱
۱۰۷	قیمت بھی دی جاسکتی ہے	۱۲۲
۱۰۸	صدقۃ الفطر کن لوگوں کو دیا جائے ؟	۱۲۳
۱۰۸	رمضان المبارک کی آخری اور عید الفطر کی رات کی فضیلت	۱۲۴
۱۱۰	ضروری وضاحت	۱۲۵
۱۱۱	عید الفطر	۱۲۶
۱۱۱	عید الفطر کی ابتداء	۱۲۷
۱۱۲	فائدہ جلیلہ	۱۲۸
۱۱۲	عید الفطر کی شرعی حیثیت	۱۲۹
۱۱۳	عید کا معنی	۱۳۰
۱۱۳	عید الفطر کے دن بشارت الہی	۱۳۱
۱۱۵	عید الفطر کے منقرض احکام و مسائل	۱۳۲
۱۲۰	عید اور جمعہ کا اجتماع ہو جائے تو کیا جمعہ معاف ہے ؟	۱۳۳
۱۲۱	ترجمہ اور مطلب	۱۳۴

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۲۱	انتباہ	۱۳۵
۱۲۳	نقلی روزے کی فضیلت	۱۳۶
۱۲۴	مسنون نقلی روزے	۱۳۷
۱۲۴	سؤال کے چھ روزے	۱۳۸
۱۲۴	ضروری وضاحت	۱۳۹
۱۲۵	یوم عرقہ کا روزہ	۱۴۰
۱۲۶	محرم کے روزے	۱۴۱
۱۲۶	یوم عاشوراء کا روزہ	۱۴۲
۱۲۸	فائدہ جلیلہ	۱۴۳
۱۲۸	ایام بیض کے روزے	۱۴۴
۱۲۹	سوموار اور جمعرات کے روزے	۱۴۵
۱۳۰	ہفتہ اور اتوار کا روزہ	۱۴۶
۱۳۰	عمرت اور نقلی روزہ	۱۴۷
۱۳۰	تدر کا روزہ	۱۴۸
۱۳۱	روزہ دار کے پاس کوئی چیز کھانا کیسا ہے؟	۱۴۹
۱۳۱	کون سے روزے رکھنے منع ہیں؟	۱۵۰
۱۳۳	ماخذ کتاب	۱۵۱



عرضِ حال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
 آمَّا بَعْدُ ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ
 الرَّجِيمِ ، مِنْ هَمِّهِ ، وَ نَفْسِهِ وَ نَفْسِهِ
 (ابوداؤد ۴۳۳۷، ترمذی ۲۳۰، مسند احمد ج ۳ ص ۵۰)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
 مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورة البقرة ۲: ۱۸۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے لکھ دیئے گئے ہیں جیسے تم
 سے پہلے لوگوں پر لکھے گئے، تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔

واضح ہو کہ زیر نظر کتابچہ ”تحفہ رمضان“ گزشتہ سال رمضان
 المبارک کے مہینے میں جامع مسجد اہلحدیث محلہ واٹر ورکس شریالکوٹ
 میں دیئے گئے چند درسوں کا مجموعہ ہے، جو کہ دینی جذبہ رکھنے والے
 معزز دوست و احباب نے بڑے پسند فرمائے اور ان کی خواہش تھی کہ
 ان درسوں کو ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ ان کی اہمیت
 مستقل اور ان کا دائرہ استفادہ وسیع تر ہو جائے۔

الحمد للہ، ان معزز دوست و احباب کی خواہش کا سر و سامان مہیا ہو گیا ہے اور اب اسے بعض ضروری اور مفید اضافوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

قارئین حضرات سے مودبانہ التماس ہے کہ جو صاحب اس سے دینی نفع اٹھائیں، وہ اس راقم کو اور اس کتابچے کے شائع کرنے والوں اور ان کے مرحومین کو دعائے خیر و برکت اور مغفرت سے فراموش نہ کریں۔
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ
وَجَمِيعٍ مُّتَّبِعِيْهِ اِلٰی يَوْمِ الدِّينِ ۝ اٰمِيْنَ ۝ ثُمَّ اٰمِيْنَ ۝

تَحَادُّمُ الْعِلْمِ وَ أَهْلِهِ

عبد الغفور اثری

خطیب مرکزی جامع مسجد الہمدیث فتح گڑھ سیالکوٹ
رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ / دسمبر ۱۹۹۹ء

استقبالِ رمضان

از جناب ماسٹر عبد الصمد بزمی

اُفق پر ماہِ رمضان آج پھر بن کر ہلال آیا
 مسرت دیکھ کر جس کو ہوئی وہ خوش حال آیا
 مسلمانوں کے گھروں میں ہو گئی عذروں کی تیری
 جو غافل تھے انہیں بھی اب عباد کا خیال آیا
 گناہوں نے بچیں گے نیکیاں توئیں گے اب مومن
 ترقی ہو گئی ایمان میں دورِ کمال آیا
 مؤذن کرتا ہے آذان چڑھ کر آج منبر پر
 کہ اب ابلیس کے تختِ حکومت کو زوال آیا
 یہی وہ ماہ ہے جس میں ہوا نازل کلام اللہ
 کہ جس کی طرزِ گویائی پہ سبھاں کو بھی حال آیا
 یہی ہے ماہ جس کو عید کی تہنیت کہتے ہیں
 پیامِ تہنیت لے کر سفیرِ ذوالجلال آیا
 بتایا لہجہ مصری نے سب کو محو مسجد میں
 امامت کے لئے کیا حافظِ شیریں مقال آیا
 جب اترناشہ غفلت تو اے بزمی گناہوں سے
 ہمارے شیشہء قالب میں عرقِ انفعال آیا

فضائل و برکاتِ رَمَضانِ المبارک

لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا
نَبِيَّ بَعْدَهُ ○ آمَّا بَعْدُ :

واضح ہو کہ رَمَضانِ المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے۔ یہ مہینہ اپنی عظمتوں اور برکتوں کے لحاظ سے ممتاز، اور اُمتِ مُسلّمہ کے لیے خدا دارِ انعام ہے۔ رمضان المبارک ہی وہ مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب قرآن مجید کا نزول لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ہوا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدىً لِلنَّاسِ
وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِمَّنْ
أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
وَلِتَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمُ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

(پ ۲، رکوع ۷، سورۃ البقرۃ ۱۸۵)

یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے

جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں، لہذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھتے۔ اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو، اور جس ہدایت سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔

رَمَضَانَ کی وجہ تسمیہ

واضح ہو کہ عربوں میں دورِ جاہلیت سے ہی اس مہینے کا نام رَمَضَانَ چلا آ رہا ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لفظ رَمَضَانَ، رَمَض سے ماخوذ ہے، یعنی اس کا مصدر الرَّمَضُ ہے جس کا معنی ہے گرمی کی جلن۔

المختص ۲۰۸ میں ہے: رَمَضَ النَّهَارُ: دن کا بہت گرم ہونا۔

رَمَضَ الشَّمْسُ: ریت وغیرہ پر تیز دھوپ کا پڑنا۔

رَمَضَ يَجْلُوهُ: گرم زمین سے کسی کا پاؤں جلنا۔

ایسے ہی شیخ حسین بن محمد بن مفضل المعروف راعب اصفہانی۔ شیخ مجدد

الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی اور شیخ فضل بن حسن طبرسی وغیرہم فرماتے

ہیں۔

○ شَهْرُ رَمَضَانَ، هُوَ مِنَ الرَّمَضِ اَيَّ يَشْدَقُ وَيُغِيثُ الشَّمْسُ۔

(المفردات فی غریب القرآن ص ۲۰۳)

○ الرَّمَضُ (مَحْرُكَةٌ) شِدَّةٌ وَقَعَ الشَّمْسُ عَلَى الرَّمْلِ وَغَيْرِهِ۔

(القاموس المحيط ص ۳۳۰ ج ۲)

○ وَأَصْلُ رَمَضَانَ مِنَ الرَّمَضِ وَهُوَ شِدَّةٌ وَقَعَ الشَّمْسُ عَلَى

الرَّمْلِ وَغَيْرِهِ۔ (مجمع البيان فی تفسیر القرآن ص ۲۷۵ ج ۱)

یعنی رمضان اصل میں رمض سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے ریت وغیرہ پر سورج کی گرمی کا شدت سے پڑنا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ المتوفی ۵۶۱ھ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو عَمْرِو وَاسْمًا مُسَمًّى رَمَضَانَ لِأَنَّهُ رَمَضَتْ فِيهِ
الْفِضَالُ مِنَ الْحَرِّ، وَقَالَ غَيْرُهُ لِأَنَّ الْحِجَارَةَ كَانَتْ
تَرْمَضُ فِيهِ مِنَ الْحَرَارَةِ، وَالرَّمَضَاءُ الْحِجَارَةُ
الْمُحْمَاةُ۔ (غنیۃ الطالبین باب ۱ ص ۳۷۱ مترجم)

یعنی (لغت عرب کے مشہور امام) ابو عمرو نے کہا ہے کہ رمضان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس ماہ میں سورج کی گرمی کے سبب پتھر وغیرہ سخت گرم ہو جاتے ہیں جس سے اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگتے ہیں

خلاصہ | مذکورہ حوالجات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے

کہ چونکہ اس مہینے میں سورج کی گرمی کی شدت کی وجہ سے ریت اور پتھر وغیرہ اس قدر سخت گرم ہو جاتے تھے کہ ان پر چلنے والوں کے پاؤں جلنے لگتے تھے اس وجہ سے عربوں نے لغتِ قدیمہ میں اس مہینے کا نام رمضان رکھ

دیا، یعنی پاؤں کو جلا دینے والا مہینہ۔

گناہوں کو ختم کر دینے والا مہینہ

○ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

..... وَهُوَ شَهْرُ أَوَّلِهِ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَ
آخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، (الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص ۲۱۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴)

یعنی رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت کا، اور درمیان
عشرہ مغفرت کا اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

○ بند ضعیف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

إِنَّمَا سَمِّيَ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ يَرْمَضُ الذُّنُوبَ

(الجامع الصغير ج ۱ ص ۱۰۲، تفسیر مظہری ج ۱ ص ۳۳۳)

یعنی رمضان کو رمضان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو جلا
کر ختم کر دیتا ہے۔

○ شیخ محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی ○ شیخ فضل بن حسن
طبری اور ○ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں :-

○ سَمِّيَ بِهِ لِأَنَّهُ يُحَرِّقُ الذُّنُوبَ (القاموس المحيط ج ۲ ص ۳۳۰)

○ إِنَّمَا سَمِّيَ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ يَرْمَضُ الذُّنُوبَ أَي يُحْرِقُهَا۔

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن ج ۲ ص ۲۷۵)

○ سُبْحَىٰ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ يَرْمِضُ الذُّلُوبَ أَيْ يُخْرِقُهَا.

(غنیۃ الطالبین باب ۳ ص ۳۴۱ مترجم)

یعنی رمضان کی وجہ ترمیمیہ یہ ہے کہ یہ مہینہ (اللہ تعالیٰ کی رحمت بخشش اور مغفرت کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کے گناہوں کو جلا کر ختم کر دیتا ہے۔

گناہوں کو دھو ڈالنے والا مہینہ

لفظ رَمَضَانَ رَمَضٌ سے ماخوذ ہے یہ ایک بارش ہے جو کہ موسم خریف میں برسی ہے۔ المنجد ص ۴۰۸، اور القاموس ص ۳۳۰ ج ۲ میں ہے۔

الرَّمَضِيُّ مِنَ السَّحَابِ وَالْمَطَرِ-

وَالرَّمَضِيُّ (مُحَرَّكَةً) مِنَ السَّحَابِ وَالْمَطَرِ مَا كَانَ فِي الْخَرِيفِ

الصَّيْفِ وَأَوَّلِ الْخَرِيفِ-

یعنی کہ گرمی کے آخر اور موسم خریف کے ابتداء میں بادل اور بارش کا برسنہ۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ المتوفی ۵۶۱ھ فرماتے ہیں :-

وَقَالَ الْخَلِيلُ مَا خَذَهُ مِنَ الرَّمَضِ وَهُوَ مَطَرٌ يَأْتِي فِي

الْخَرِيفِ فُسِّي هَذَا الشَّهْرُ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ يَفْسِلُ الْأَبْدَانَ مِنَ

الْأَثَامِ غَسَلًا وَيُطَهِّرُ الْقُلُوبَ تَطْهِيرًا - (غنیۃ الطالبین باب ۳ ص ۳۴۱ مترجم)

یعنی غلیل نے کہا کہ رمضانِ رمض سے ماخوذ ہے اور یہ ایک بارش ہے جو کہ موسمِ خریف میں برتی ہے تو اس مہینے کا نام رمضان اس سبب سے ہوا کہ وہ ایمانداروں کے جہموں کو گناہوں سے دھو ڈالتا ہے، اور ان کے دلوں کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔

حاصلِ کلام | جس طرح موسمِ گرما کے آخر اور موسمِ خریف کی ابتداء میں موسلا دھار بارش برسنے سے زمین گرد و غبار سے پاک و صاف ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت، بخشش اور مغفرت کی موسلا دھار بارش ایمانداروں کے جہموں کو گناہوں سے دھو دیا جاتا ہے۔ اور ان کے دلوں کو ہر قسم کے گناہوں کی آلودگیوں سے پاک، صاف کر دیا جاتا ہے۔

فضائلِ رمضان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارکہ

رمضان المبارک کے فضائل میں شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مجمع میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا، جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ خطبہ مبارکہ فضائلِ رمضان میں بڑا جامع ہے۔ اس میں اس مہینے کی، روزے کی اور روزہ داروں کی فضیلت کے ہر گوشے کی نہایت شاندار طریقے سے وضاحت فرمائی گئی ہے۔ فصیح العرب والعم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایمان افروز خطبہ آپ بھی پڑھیں اور اپنے کشتِ دل سیراب اور مشامِ جاں کو معطر کریں۔ اس خطبہ مبارکہ کے الفاظ وجد آفریں، اس کا اسلوبِ دل نشین، اس کا لہجہ نشاط آگین اور اس میں بیان کردہ حقائق و معانی ایمان پرور اور روح افزا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے میں توفیقِ عمل سے نوازے اور اپنی خاص رحمت و مغفرت سے شاد و کام فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ، خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَطْلَقْتُكُمْ شَهْرَ عَظِيمٍ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةُ خَيْرٍ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، شَهْرٌ جَعَلَ اللَّهُ مِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَرَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنْ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَمَنْ آدَى

فَرِيضَةٌ فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمَوَاسِقَةِ، وَشَهْرُ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنُوبِهِ وَعِثْقٌ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّنَا نَحْدُ مَا نَفْطَرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطَى اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى مَذَقَةٍ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ لَا يَطْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ شَهْرُ أَوَّلِهِ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِثْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَاعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ.

الحجۃ الی یوم النحر

التَّارِ۔ (الجامع لشعب الایمان ج ۴ ص ۲۱۶، مشکوٰۃ المصابیح ج ۳ ص ۱۷۴)

بسنہ ضعیف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کے آخری روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تحقیق عظمت اور برکت والے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ اس مہینے میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں (۸۳ سال ۴ ماہ) کی عبادت سے بھی زیادہ افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس کی رات کی نماز (قیام رمضان) کو نفل ٹھہرایا ہے۔

اس مہینے میں جو شخص ایک اچھی عادت یا نفعی عبادت اور نیکی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ حیثیت ہوگی جو رمضان شریف کے سوا ایک فرض ادا کرنے کی ہوتی ہے اور جس نے اس ماہ میں ایک فریضہ ادا کیا اس نے یوں سمجھئے کہ ستر فریضے ادا کیئے۔

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کرنے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کی روزی بڑھا دی جاتی ہے۔ جس شخص نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات دلانے کا ذریعہ بن جائے گا اور روزہ دار کے اجر میں کمی کیے بغیر اس کے برابر افطار کرانے والے کو ثواب ملے گا۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو اس حیثیت میں نہیں ہونا کہ روزہ دار کو روزہ افطار کرا سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عنایت کرے گا جس نے ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ یا ایک خشک کھجور سے کسی کا روزہ افطار کرایا۔

اور جس شخص نے کسی روزہ دار کو سیر کر کے پلایا تو اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے اس طرح پلائے گا، کہ پھر جنت میں داخل ہونے

تک اس کو پیاس محسوس نہ ہوگی۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت کا، درمیانہ بخشش و مغفرت کا اور آخری دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اور جو شخص اس مبارک ماہ میں اپنے ماتحت غلام، مزدور، اور ملازمین وغیرہ سے تخفیف کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات دے دے گا۔"

اللہ تعالیٰ کے منادی کی پیکار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَّةُ الْجِنَّ وَغُلِقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيَتَادَى مُنَادِيَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَمْسِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عِتْقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ - (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۲۰، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۳۷)

مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۳

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین و سرکش جنات کو قید کر دیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی

دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور منادی پکارتا ہے،
اے طالبِ خیر! آگے بڑھ، اے شر کے متلاشی، رُک جا۔
اور اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور ہر رات یوں
ہی اعلان ہوتا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ
منادی کہتا ہے :-

هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يُغْفِرُ لَهُ هَلْ مِنْ تَائِبٍ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ،
هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَهُ ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطَى سُؤْلُهُ ۔

(الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص ۲۱۴ ، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴)

یعنی کیا کوئی گناہ کی معافی مانگنے والا ہے؟ اس کے گناہ معاف کر
دیئے جائیں؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اللہ اس کی توبہ قبول
فرمائے؟ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ کیا
کوئی سائل ہے کہ اس کا سوال پورا کر دیا جائے؟

جنت کا بناؤ سنگھار اور حُور العین کی پکار

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: إِنَّ الْجَنَّةَ لَتُخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى
حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيحٌ مِنْ
تَحْتِ الْعَرْشِ فَشَرَّتْ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُورِ الْعِينِ
فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ أَعْيُنُنَا

وَتَقَرَّرَ أَعْيُنُهُمْ بِهَا۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر، والبیہقی فی

شعب الایمان مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ص ۴۷۴ ج ۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کو استقبالِ رمضان کے لیے سال بھر مزین کیا جاتا ہے۔ اور جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے جنت کے درختوں کے پتوں سے ہوا چلتی ہوئی جب خورِ عین پر پہنچتی ہے تو وہ کہتی ہیں: اے رب! اپنے خاص بندوں میں سے ہمارے خاوندوں کا تقرر فرما جن سے ہم عین و سکون حاصل کریں۔ اور وہ ہمارے ساتھ عیش و آرام کریں۔

رَمَضَانَ مِیْن ذِکْرِ اللّٰہِ کِی فَضِیْلَت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرُ اللَّهِ فِي رَمَضَانَ مَعْقُورٌ لَهُ، وَ سَائِلُ اللَّهِ فِيهِ لَا يُخَيَّبُ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ج ۲ ص ۲۳۲، والطبرانی فی الاوسط۔

مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشش دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے والا خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔

رمضان میں وعادوں کی قبولیت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عُمْقَاءَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ يَعْنِي رَمَضَانَ وَإِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔ (رواه البزار، الترغيب والترهيب ج ۲ ص ۱۰۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کے ہر دن اور رات میں (اپنے بے شمار) بندوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور ہر مسلمان کی دعاء کو ہر دن اور رات میں قبول کرتا ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے لئے رمضان میں پانچ مخصوص چیزیں

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيَتْ أُمَّتِي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ بَنِي قَبْلِي: أَمَّا وَاحِدَةٌ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ، وَصَنَعَ نَظَرَ اللَّهِ إِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ أَبَدًا، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّ خُلُوفَ أَفْوَاهِهِمْ حَيَّتْ يَسُونُ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمُسْكِ، وَأَمَّا الثَّالِثَةُ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَأَمَّا الرَّابِعَةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُ جَنَّتَهُ فَيَقُولُ لَهَا: اسْتَعِدِّي وَتَزِينِي

لِعِبَادِي أَوْشَكَ أَنْ يَسْتَرْيَحُوا مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا إِلَى دَارِي دَكْرَامَتِي،
وَأَمَّا الْخَامِسَةُ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ غُفِرَ لَهُمْ جَمِيعًا، قَالَ
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدَرِ؟ فَقَالَ: لَا، أَلْمُتَدِّ إِلَى
الْعَمَالِ يَعْمَلُونَ فَإِذَا فَرَعُوا مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَفُتُوا أَجُورَهُمْ،

(الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص ۲۱۱، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۹۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں میری امت کو پانچ مخصوص
چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں دی
گئیں،

ایک تو یہ ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ
مسلمانوں پر نظر (رحمت) فرماتا ہے۔ اور جس پر اللہ کی نظر (رحمت) ہو
جائے اُس کو کبھی عذاب نہ دے گا۔ اور

دوسری یہ ہے کہ شام کے وقت (جہاں اُن کے منہ کی بُو ہے
وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور
تیسری یہ ہے کہ فرشتے ان کے لیے دن رات استغفار کرتے

ہیں اور

چوتھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتا ہے کہ تیار ہو جا میرے
بندوں کے لیے بن سنور جا، قریب ہے کہ میرے بندے دُنیا
میں محنت (و دُمَشَقَّت) سے نکل کر میرے اس گھر میں اور عزت

کی جگہ میں راحت حاصل کریں گے۔ اور
 پانچویں یہ ہے کہ جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ
 ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔
 جماعت صحابہ میں سے کسی ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم! کیا یہ معاملہ لیلۃ القدر کو ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا: نہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مزدور کام کرتے رہتے ہیں
 پھر جب کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اس وقت ان کی مزدوری
 پوری دے دی جاتی ہے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيَتْ أُمَّتِي خُمْسُ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ
 تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ: خَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ
 مِنْ رِيحِ الْمَسَكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَنْطَرُوا، وَيَزِيْرُوا
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ يَقُولُ: يَوْشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُونَ
 أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمْ الْمُؤْنَةَ وَالْأَذَى وَيَصِيرُوا إِلَيْكَ، وَتَصْفَدُ
 فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلَصُونَ فِيهِ إِلَى مَا كَانُوا يَخْلَصُونَ إِلَيْهِ
 فِي غَيْرِهِ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي الْخَيْرِ لَيْلَةٌ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ لَيْلَةُ
 الْقَدْرِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِسْمًا يُوفَى أَجْرُهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ.

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۲، الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص ۲۱۰)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان میں پانچ مخصوص چیزیں دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں۔ (۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (۲) اور ان کے لیے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور افطار کے وقت تک کمرتے رہتے ہیں۔ (۳) اور اللہ تعالیٰ جنت کو ہر روز آراستہ کرتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مستقیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں (۴) اور اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔ (۵) اور رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔

کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ شبِ قدر کوہوتا ہے؟ فرمایا نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی تین پُرعائیں

چونکہ رمضان کی وجہ ترمیمی ہی یہ ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر ختم کر دیتا ہے یا گناہوں کو دھو ڈالتا ہے تو پھر بڑا بے نصیب ہے وہ شخص جو رمضان کا مہینہ پائے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بخشش اور مغفرت سے اس کے گناہ جل کر ختم نہ ہو جائیں۔ یا گناہوں سے پاک و صاف نہ ہو جائے۔ اسی لیے حضرت جبریل علیہ السلام نے ایسے شخص کے لیے پُر دعا کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آئین فرمائی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ أَمِيْنٌ، أَمِيْنٌ، أَمِيْنٌ، قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ
صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ فَقُلْتَ أَمِيْنٌ، أَمِيْنٌ، أَمِيْنٌ. فَقَالَ، إِنَّ جِبْرِيلَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ آتَانِي قَالًا، مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ
فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ أَمِيْنٌ، فَقُلْتَ أَمِيْنٌ وَمَنْ أَدْرَكَ
الْبُيُوتِ أَوْ أَحَدَهَا فَلَمْ يَبْرِّهَا فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ،
قُلْ أَمِيْنٌ، فَقُلْتَ أَمِيْنٌ وَمَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ
فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ قُلْ أَمِيْنٌ فَقُلْتَ أَمِيْنٌ.

(صحیح ابن خزيمة ج ۳ ص ۱۹۲، صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۴۴، ترغیب ج ۲ ص ۵۰۸)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا آمین، آمین، آمین۔ کہا گیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر تین مرتبہ آمین کہی ہے (اس کی وجہ کیا ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے تو انہوں نے کہا: (۱) جو شخص رمضان کا مہینہ پائے تو نہ بخشش ہوئی واسطے اس کے تو وہ جہنم میں داخل ہوا۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو۔ آپ آمین کہیے تو میں نے آمین کہی۔ (۲) اور جو شخص اپنے والدین کو پائے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کو تو ان کے ساتھ نیکی نہیں کی (اسی حالت میں) وہ مر گیا تو جہنم میں گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو۔ آپ آمین کہیے تو میں نے آمین کہی۔ (۳) اور جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے تو وہ آپ پر درود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ پڑھے پس وہ فوت ہوا تو جہنم میں داخل ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو، آپ آمین کہیے تو میں نے آمین کہی۔

تین شخصوں کی ناک خاک آلود ہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَلْفُ رَجُلٍ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى، وَرَغِمَ أَلْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَلْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبْوَاءُ الْكِبَرِ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلْهُ الْجَنَّةَ (مسندک حاکم، ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۶، الترغیب ج ۵ ص ۵۰۸)

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا تو اس نے مجھ پر درود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں پڑھا۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ آکر گزر گیا۔ اور اس کے گناہوں کی معافی نہ ہو سکی۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے پاس اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، یا ان میں سے کسی ایک کو تو وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔

رمضان کے روزے کی فرضیت

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت بخشش اور مغفرت حاصل کرنے کے لیے اہل ایمان کو جن خصوصی عبادات کا حکم دیا گیا ہے ان میں روزہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (سورة البقرة: ۱۸۳)

یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے لکھے دیئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر لکھے گئے۔ تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ (البقرة: ۱۸۵)

یعنی تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے۔

اک سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ رمضان المبارک کے روزے اہل ایمان پر فرض قرار دیئے گئے ہیں۔ فَلْيَصُمْهُ کی ضمیر منصوب یہاں مفعول بہ واقع ہو کر تمام مہینہ کے روزوں کی فرضیت ثابت کر رہی ہے۔

○ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ۔ الحدیث

(مسند احمد ص ۱۹۱، ۱۹۵، سنن نسائی ص ۲۵۱، الجامع لشوہابین ج ۳ ص ۳۳)

یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کیے ہیں۔ جس طرح کلمہ توحید و رسالت، نماز، زکوٰۃ اور حج، اسلام کے ارکان ہیں اسی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ روزے کی فرضیت سنہ میں غزوہ بدر سے ایک ماہ پہلے ہوئی۔ اور غزوہ بدر سترہ رمضان المبارک بروز جمعہ ہوا۔

(کتاب تفسیر و تفسیر)

اسلام کے ارکان خمسہ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۲، بخاری ج ۱ ص ۶)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا، اور حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تاریک روزہ مسلمان نہیں | حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُرِيَ الْإِسْلَامُ، وَقَوَّعَدَ الدِّينَ ثَلَاثَةٌ، عَلَيْهِنَّ أَمْسَ الْإِسْلَامُ، مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِهَا كَافِرٌ، حَلَالُ الدَّمِ، شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔

رَوَاهُ أَبُو يَعْنَى بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَفِي رِوَايَةٍ: مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِاللَّهِ كَافِرٌ وَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَدْ حَلَّ دَمُهُ وَمَالُهُ۔
(الترغیب ج ۱ ص ۳۸۲)

یعنی اسلام کی رستی اور دین کے ستون (زکوٰۃ اور حج کے علاوہ) تین چیزیں ہیں۔ انہی پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے جس نے ان میں سے ایک چیز کو بھی چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا، اس کی جان کی حفاظت، مسلمانوں پر نہیں رہی۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور فرض نمازیں اور رمضان المبارک کے روزے۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس نے ان تین چیزوں میں سے ایک چیز کو بھی چھوڑ دیا وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہو گیا۔ اب اس کا نہ کوئی

فرض قیل اور نہ نفل ، نہ اس کے مال و جان کی حفاظت مسلمانوں پر واجب رہی۔

واضح رہے کہ مذکورہ روایت میں زکوٰۃ اور حج کا ذکر نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ مالداروں پر فرض ہیں۔ اور مذکورہ تین چیزیں تو ہر امیر و غریب پر فرض ہیں۔

روزہ کو ضائع کرنے والا دشمنِ رسول ہے
حضرت انس رضی عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
إِشْرَافُ فَرَمَايَا : ثَلَاثُ مَنْ حَفِظَهُنَّ فَهُوَ وَلِيَّ حَقٍّ ، وَمَنْ ضَيَّعَهُنَّ
فَهُوَ عَدُوٌّ حَقٍّ ، الصَّلَاةُ ، الصَّيَامُ ، وَالْجَنَابَةُ ۔

(طبرانی اوسط بحوالہ تفسیر ستاری پ ۴ ص ۱۳)

یعنی جو شخص ان تین چیزوں کی حفاظت کرے وہ میرا پکا دوست
ہے اور جو ان کو ضائع کرے وہ میرا پکا دشمن ہے۔ نماز، روزہ، جنابت۔

ارکانِ خمسہ کا لزوم ○ حضرت زیاد بن نعیم حمزی سے روایت ہے ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

أَرْبَعُ فَرَضَتِ اللَّهُ فِي الْإِسْلَامِ فَمَنْ آتَى بِثَلَاثٍ كَمُغْنِيْنٍ
عَنْهُ شَيْئًا حَتَّى يَأْتِيَ بِرَبْعٍ جَمِيعًا ، الصَّلَاةُ ، وَالزَّكَاةُ ، وَ
صِيَامُ رَمَضَانَ ، وَحَجُّ الْبَيْتِ ۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۰۱ ، الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۳۸۴)

(یعنی کلمہ توحید و رسالت کے بعد) چار چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کیا ہے جو شخص ان میں سے تین کا عامل ہو (اور ایک کو چھوڑ دے) تو وہ تینوں اس کو کچھ فائدہ نہ دیں گی جب تک ان چاروں کا عامل نہ ہو۔ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور حج بیت اللہ۔

○ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

الَّذِينَ خَمَسُوا، لَا يَقْبَلُ مِنْهُمْ شَيْءٌ دُونَ شَيْءٍ، شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِيمَانٌ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَيَاةِ بَعْدَ الْمَوْتِ هَذِهِ فَاخِذُوا؛ وَالصَّلَاةُ الْخَمْسُ مُمُودُ الْإِسْلَامِ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ الْإِيمَانَ إِلَّا بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةُ طَهُورٌ مِنَ الذُّنُوبِ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ الْإِيمَانَ وَالصَّلَاةَ إِلَّا بِالزَّكَاةِ، مَنْ فَعَلَ هَؤُلَاءِ شَمَحَبَاءَ رَمَقَاتٍ فَتَرَكَ صِيَامَهُ مُتَعَمِّدًا لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ الْإِيمَانَ وَالصَّلَاةَ وَلَا الزَّكَاةَ وَمَنْ فَعَلَ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَ وَتَسَرَّلَهُ الْحُجُّ وَلَمْ يَحِجَّ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِحِجَّتِهِ وَلَمْ يَحِجَّ عَنْهُ بَعْضُ أَهْلِهِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ الْإِيمَانَ وَلَا الصَّلَاةَ وَلَا الزَّكَاةَ وَلَا الصِّيَامَ۔

(رواہ ابونعیم فی الحلیۃ بحوالہ تفسیر ستاری پارہ ۴ ص ۱۰)

یعنی دین اسلام پانچ چیزوں کا نام ہے ایسی پانچ چیزیں جو آپس میں لازم و ملزوم

ہیں ایک کے بغیر دوسری بھی دربار الہی میں مقبول و منظور نہیں ہوتی (اول) گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور ایمان لانا ساتھ اللہ تعالیٰ کے، اور اس کے فرشتوں کے، اور اس کی کتابوں کے، اور اس کے رسولوں کے، اور ایمان لانا ساتھ جنت اور دوزخ کے، اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے، یہ سب مل کر ایک چیز ہوتی۔

(دوم) پانچ نمازیں جو اسلام کے ستون ہیں اللہ اس ایمان لانے کو قبول نہیں کرتا مگر ساتھ نماز کے (سوم) زکوٰۃ جو پاک کرتی ہے گناہوں سے اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز کو قبول نہیں کرتا مگر ساتھ زکوٰۃ کے (چہارم) رمضان کے روزے میں جس شخص نے یہ تینوں کام کر لیے پھر آگیا رمضان کا مہینہ اس کی زندگی میں اور اس نے جان بوجھ کر روزے نہیں رکھے تو دربار الہی میں نہ اس کا کلمہ و ایمان قبول ہے، نہ نماز نہ زکوٰۃ، جب تک رمضان کے روزے نہ رکھے۔ (پنجم) حج ہے جو شخص ان چاروں کو بجا لایا اور باوجود طاقت کے اس نے حج نہ کیا نہ اس کے وارثوں نے اس کی طرف سے کیا تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا نہ نماز، نہ زکوٰۃ اور نہ روزہ۔

غلط فہمی کا ازالہ | مذکورہ حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ ارکانِ خمسہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں، ان میں سے کسی ایک کے ترک سے دوسرے چاروں بے کار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو حدیث ”مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَلَّ الْجَنَّةَ“ سے زبردست غلط فہمی ہوئی ہے کہ صرف کلمہ توحید کے اقرار سے آدمی سچا ایماندار اور جنتی بن جاتا ہے۔ دوسرے ارکانِ اربعہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت نہیں۔ سو واضح ہو کہ یہ صرف ابتدائے اسلام کی بات ہے جب کہ صرف تھا ہی کلمہ توحید، بعد میں جب نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت نازل ہوئی۔ تو پھر یہ آپس میں لازم و ملزوم ٹھہرے، جیسا کہ سطور بالا سے اظہر من الشمس ہے۔

_____ یا یہ اس شخص کے متعلق ہے جس کی ساری زندگی

کفر و شرک میں گزر گئی وفات سے پہلے اسے کلمہ نصیب ہوا وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور مر گیا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد اسے وقت ہی نہیں ملا کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہو سکے،

تاکید اور تحذیر | حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَوْضِعٍ
لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمَ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنَّا صَامَ۔

(رواہ احمد، والنزدی، وابوداؤد، وابن ماجہ والدرمی، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۷)

یعنی جو شخص بغیر کسی شرعی رخصت اور مرض کے رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑ دیتا ہے تو زندگی بھر کے (نفل) روزے اس کی تلافی نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ حقیقۃً (نفل) روزے رکھتا بھی رہے۔

رمضان کے روزے کی فضیلت

حضرت عمرو بن مَرہ جُہنیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: **إِنْ شَهِدْتُ أَنَّ لَدَائِلَهُ إِلَّا اللَّهَ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ، وَأَدَيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقَمَيْتُهُ، فَمِمَّنْ أَنَا؟** قَالَ: **مِنَ الصَّادِقِينَ وَالشَّاهِدَاءِ۔**

(صحیح ابن خزمیہ ج ۳ ص ۲۳۰ - صحیح ابن حبان ج ۶ ص ۱۸۳، الترمذی ج ۲ ص ۱۰۶)

اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عباد کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور پانچ وقت نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں، رمضان المبارک کے روزے رکھوں، اور قیام رمضان کروں، تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **صَادِقِينَ** اور **شَہداء** میں سے۔

رمضان کے روزے پہلے گناہوں کا کفّارہ ہیں

○ **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ**

عَرَفَ حَدُّوهُ وَتَحَفَّظَ مِثْلًا كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَحَفَّظَ كَقَرْمَا

قَبْلَهُ۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۵۵ واللفظ لہ، الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص ۲۳۰)

سنن کبریٰ ہیثمی ج ۴ ص ۳۰۴، مسند ابوالعلیٰ ج ۲ ص ۳۲۳ رقم ۱۰۵۸، ابن حبان

مع الاحسان ج ۵ ص ۱۸۳ رقم ۳۴۲۴، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۴۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور اس کی حدوں کو پہچانا اور حفاظت کی اس چیز کی کہ لائق ہے اس کے لئے حفاظت کرنی (یعنی روزے میں جن باتوں سے بچنا چاہیے ان سے بچا تو یہ رمضان کا روزہ) اس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کا روزہ ایمان کے ساتھ، ثواب کی نیت سے رکھے گا اس کے پہلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ روزہ دار گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے!

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَرَضَ مِثْمَارَ

رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ
إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ،

دسن نسائی ج ۱ ص ۲۵۱ واللفظ لہ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۱، ۱۹۵،

الجامع لشعب الايمان ج ۷ ص ۲۲۲

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک
اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے
تمہارے لئے اس (کی راتوں) کا قیام سنت قرار دیا ہے۔ پس جو کوئی
ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے گا۔
اور اس کی راتوں کا قیام کرے گا تو وہ اپنے گناہوں سے نکل
جاتا ہے، اس دن کی طرح جس دن اس کی ماں نے اسے جنا دینی
جس طرح پیدائش کے دن یہ شخص گناہوں سے پاک بنا گیا، ایسے ہی
ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھنے اور راتوں
کو قیام کرنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے)

روزہ دار مستجاب الدعوة ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ
الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ۔

(الجامع لشعب الايمان ج ۷ ص ۲۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا، تین دُعائیں مستجاب ہیں، روزہ دار کی دُعا، مسافر کی دُعا، اور مظلوم کی دُعا۔

جنت میں داخلے کے وقت پیش دروازہ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرِّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ آيُنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقْوَمُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ۔ (مسلم ۱۵ ص ۲۶۲، بخاری ج ۱ ص ۲۵۴ واللفظ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس کا نام ”ریان“ ہے۔ قیامت کے دن اس دروازہ سے روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا کہا جائے گا، روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ اس دروازہ سے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا، اور اس میں اور کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔

لے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک کا نام ”ریان“ ہے۔ ”ریان“ فعلان کے وزن پر رتے ہے۔ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی روزہ داروں کو خوب سیراب کر دینے والا، ان کی پیاس کو قطعاً بھجھا دینے والا کہ پھر کبھی پیاس نہ چوں گے۔

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے پاکیزہ ہے
نیز روزہ دار کو دو خوشیاں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ: كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلاَّ الصَّيَامُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ، وَالصَّيَامُ جَنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِهِ أَحْبَبَ كَسَمِّهِ فَلَا يَذُوقُ وَلَا يَصُحُّبُ فَإِنْ سَابَتْهُ أَحَدٌ وَقَالَ لَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرٌ وَصَّيْتُهِ وَالَّذِي نَفْسِي مَحْدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ.

(مسلم ج ۱ ص ۳۶۳، بخاری ج ۱ ص ۲۵۵ واللفظ له)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ابن آدم کے ہر عمل کا صلہ دس گئے سے سات سو گئے تک ہے مگر روزہ خاص میرے لیے ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، روزہ رگتا ہوں سے بچنے کے لیے، ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ جھگڑا کرے، نہ فحش کلام کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا مارے پیٹے تو کہہ دے میں روئے سے ہوں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں، ایک افطار کے وقت، دوسری روزے کی جزا کے لیے رب۔

۱۰ اوقات کے وقت ہوگی۔

روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ لِيُشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصَّيَامُ أَمَى رَبِّي أَنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهْيِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ التَّوَمَّ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ - (رواه البيهقي في شعب الایمان واحمد والطبرانی في الكبير والحاکم في

المستدرک ، الترغیب ۲۵ ص ۸۴۱ ، مشکوٰۃ ۱۷ ص ۱۷۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے لیے (قیامت کے دن) سفارش کرے گا۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے اور رغبت کی چیزوں سے دن کے وقت باز رکھا تھا، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا تھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، تو ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائیگی۔

روزے کا لغوی اور شرعی معنی

روزہ کو عربی میں صَوْم کہتے ہیں۔ البہاریۃ کتاب الصوم ج ۱ ص ۲۱۹ میں ہے:

الصَّوْمُ فِي حَقِيقَةِ اللَّغَةِ هُوَ الْإِمْسَاكُ لِمَا رُوِيَ الْإِسْتِعْمَالُ فِيهِ،
○ سبیل السلام ج ۱ ص ۱۵۱ میں ہے، الصَّيَامُ لَفْظٌ الْإِمْسَاكُ ○ مرقاة المفاتیح
ج ۱ ص ۱۵۱ میں ہے: هُوَ لَفْظٌ الْإِمْسَاكُ مُطْلَقًا وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى:

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا أَمْسَاكَ عَنِ الْكَلَامِ۔

یعنی صوم کا لغوی معنی ہے مطلق کسی چیز سے رُک جانا۔ سورۃ مریم آیت نمبر ۲۶ میں ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مریم صدیقہ تم کہہ دینا کہ میں نے رَمَن کے لیے بات کرنے سے رُک جانے کی نذر مانی ہے۔ یہاں پر بھی صوم کا معنی بات کرنے سے رُک جانے کا ہے۔ اور شرعی و اصطلاحی معنی الہادیہ ص ۲۳۶ میں بایں الفاظ مرقوم ہے وَالصَّوْمُ هُوَ الْإِمْسَاكُ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجَمَاعِ نَهَادًا مَعَ النَّيَّةِ فِي الشَّرْعِ۔ یعنی صوم کا شرعی معنی ہے خالص نیت کے ساتھ سارا دن کھانے پینے اور جماع سے رُک جانا۔

○ مرقاة المفاتیح ص ۲۲۹ میں ہے۔ وَشَرَعًا إِمْسَاكُ عَنِ الْجَمَاعِ وَعَنْ دُخَالِ شَيْءٍ بَطْنًا، لَهُ مُحْكَمُ الْأَبَاحِينَ، مِنَ الْعَجْرِ إِلَى الْغُرُوبِ عَنْ نِيَّةٍ۔ یعنی صوم کا شرعی معنی ہے خالص نیت کے ساتھ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُک جانا۔

حاصل کلام

مذکورہ حوالجات سے صوم کا شرعی اور اصطلاحی معنی و مفہوم اظہر من الشمس ہے کہ کسی عاقل و بالغ مسلمان کا خالص اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اس کی رضا مندی کے لیے حصولِ ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک سارا دن کھانے پینے اور جماع (اور دیگر منوعہ

امور مثلاً قصداً منی کے نکلانے اور قے کرنے، گالی گلوچ، غش کلائی، غیبت اور جھوٹ سے اور ہر ناجائز کام، سے رُک جانا ہے۔
روزہ میں نیت ضروری ہے

مذکورہ حوالہات میں روزے کے شرعی اور اصطلاحی معنی ہیں :

عَنْ يَتِيْمٍ اور مَعَ النَّبِيِّ کے الفاظ سے روزہ رکھنے کی طرح عیاں کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے روزے میں حُصُولِ ثواب کی نیت نہیں کرتا وہ روزہ دار نہیں ہے۔ بلکہ یہ سمجھا جائے گا، کہ بچارہ خواہ مخواہ جھوٹا مرد ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مجبوراً یا اتفاقاً دن بسر جھوٹا اور پیاسا رہے تو گو وہ پیٹ کی عوامشات سے باز رہے۔ لیکن روزہ دار شمار نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں نیت ضروری تھی اور نیت اس نے کی نہیں۔ چنانچہ ہمارے پیشوا امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اَشْتَمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" الحدیث (بخاری شریف ج ۱ ص ۱) سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا دار و ملاہ نیتوں پر ہے۔ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مَنْ لَّمْ یُجْمَعِ الصَّیَامُ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِیَامَ لَهُ۔

(رواہ الترمذی والیہ داؤد والنسائی والدارمی۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۵)

یعنی اتم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے فجر سے قبل (فرضی) روزے کا عزم و ارادہ یا نیت نہیں کی سو اس کا روزہ نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کے لیے نیت ضروری ہے اس کے بغیر روزہ نہیں ہو سکتا۔ اور روزہ دار کو روزہ کی نیت رات ہی سے کر لینی چاہیے، اگر رات کو نہ کر سکے تو صبح صادق سے مہر کنیف پہلے کرے۔

رضا خانیوں کے لیے لمحہ فکریہ!

بریلوی رضا خانی مولوی صاحبان بالخصوص مولوی شاہ احمد ندرانی کے والد مولوی شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری کا یہ کہنا کہ "آفتاب کے خط نصف النہار شرعی پر پہنچنے یعنی صبح کبریٰ کے وقت تک روزے کی نیت کر سکتے ہیں۔" (احکام رمضان المبارک ص ۳۵)

سولہ آنے غلط اور سو فیصد جھوٹ ہے۔ ہمارے پیشوا سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک میں قَبْلَ الْفَجْرِ کے الفاظ آفتاب نیمروزہ کی طرح واضح ہیں۔ کہ روزہ کی نیت فجر سے پہلے ہی کرے۔ بعد میں ہرگز نہیں جو بعد میں کرے گا اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار

مت دیکھ کسی کا قول و کردار

نیت کا زبان سے ادا کرنا خلاف سنت ہے

نیت کا معنی ہے قصد، ارادہ، عزم۔ چنانچہ الہدیہ ص ۱ پر مرقوم ہے:

وَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ وَالشَّرْطُ أَنَّ يَقْلِبَهُ لِقَلْبِهِ..... أَمَا الذِّكْرُ

بِالْلسَانِ فَلَا مَعْتَبَرَ بِهِ۔

یعنی نیت ارادہ کو کہتے ہیں، اور شرط یہ ہے کہ دل میں جان لے...
..... زبان کے ساتھ الفاظ ادا کرنے کا (شرعیّت میں) کوئی اعتبار نہیں۔

○ حنفیوں کے مشہور مولوی علامہ عبدالحی لکھنوی شرح وقایہ کی مفصل
شرح بنام سعایہ ج ۱۳ میں رقمطراز ہیں۔

النِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ وَالْعَزْمُ عَلَى الشَّيْءِ وَحَمْلُهَا الْقَلْبُ لَدَى
تَعَلُّقِ بِهَا بِاللِّسَانِ وَلِذَلِكَ لَمْ يَنْقُلْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَلَالَةً عَنْ أَصْحَابِهِ لَفْظُ بِحَالٍ ۱۱

یعنی نیت ارادہ اور عزم کا نام ہے اس کا محل قلب ہے، زبان
کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے کسی حالت میں بھی کوئی لفظ نقل
نہیں کیے گئے۔

○ اور ایسے ہی ایک اور حنفی مولوی صوفی عبدالحمید سواتی خطیب جامع
مسجد نور مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اپنی مایہ ناز کتاب نماز
مسنون کلاں کے ص ۲۷۳، ۲۷۴ پر رقمطراز ہیں،

مسئلہ: نیت کا زبان سے کہنا ضروری نہیں نہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے نہ خلفاء راشدینؓ سے اور دیگر صحابہؓ سے نہ اسلاف کرامؓ
اور ائمہ اسلام سے لفظ نیت کا ثبوت ہے۔ (بحر الرائق ص ۱۷۲، ۱۷۳)
نیت تو فقط ارادہ کا نام ہے جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان،

اس لیے حضرت مجدد الف ثانی نے اس کو بدعت فرمایا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ص ۸۵ و فتاویٰ جمعہ سوم مکتوب ۱۸۶)

شیخ عبدالحقؒ نے لکھا ہے کہ، نیت کا پکار کر کہنا مشروع نہیں۔

(لمعات شرح مشکوٰۃ ص ۵۵ ۱۵)

خلاصہ مطلب

نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں تو جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو گویا اس نے اس کی نیت کر لی پھر اس کے بعد اس کی عربی یا اردو عبارت بنا کر زبان سے اس کا ادا کرنا، بیان اور اظہار تو ہو سکتا ہے لیکن اسے نیت نہیں کہا جائے گا۔

اور نیت کا زبان سے ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں ہے۔ اس لیے ایسا کرنا خلاف سنت اور بدعت پر مبنی ہے۔

روزہ رکھنے کی مرزائی اور رضا خانی نیت

مشہور بریلوی رضا خانی مولوی شاہ احمد نورانی کے والد مولوی شاہ عبدالعظیم صدیقی قادری صاحب رقمطراز ہیں۔

(روزہ کی جب) رات میں نیت کرے تو یوں کہے **لَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ** **غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرَضٍ رَمَضَانَ هَذَا** (یعنی میں نے نیت کی۔

رمضان کا فرض روزہ کل کو رکھوں گا) اور دن میں نیت کرے تو یوں کہے **لَوَيْتُ اَنْ اَصُومَ هَذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی فَرَضَ رَمَضَانَ**

میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا روزہ رکھوں

گا۔ (احکام رمضان المبارک ص ۳۵)

مشہور بریلوی رضا خانی مولوی محمد ضیاء اللہ قادری کے جاری کردہ ماہنامہ ”ماہ طیبہ“ سیالکوٹ ج ۱ ص ۸ شمارہ ۱ پر بھی نیت کے زیر عنوان مذکورہ عربی عبارت مرقوم ہے۔ اور ایسے ہی مرزائیوں کی مشہور کتاب مترجم نماز مطبوعہ ربوہ میں بھی مذکورہ الفاظ مرقوم ہیں

مرزائیوں اور رضا خانیوں کو کھلا پیسلیج

چونکہ مرزائی اور بریلوی رضا خانی حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ حنفی المذہب اہل سنت والجماعت ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت اسے کہتے ہیں جس کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقے کے مطابق ہو، سو واضح ہو کہ اب ان دونوں (مرزائی اور بریلوی مولوی صاحبان پر ضروری ہے کہ اپنے دعوے کے مطابق حدیث شریف کی کسی کتاب سے ثابت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ”جب روزہ رکھنے کی نیت کرتے تو مذکورہ مروجہ الفاظ کہا کرتے تھے تو حدیث شریف کی جس کتاب سے مذکورہ الفاظ پسند صحیح ثابت ہو جائیں وہ کتاب راقم الحروف سے بطور انعام حاصل کریں۔

۔ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آڑے مجھے ہیں

www.KitaboSunnat.com

چاند دیکھنے کی دعاء

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے ،

اَللّٰهُمَّ اِهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبِّكَ اللّٰهُ۔
(ترمذی ص ۱۸۳ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۲۱۳ ج ۱۵)

یعنی اے اللہ! امن کے ساتھ ہم پر چاند نکال اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

فائدہ جلیلہ

چاند دیکھ کر یہ دعا صرف زبان سے پڑھنی چاہئے۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون نہیں ہے۔ اگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگیں تو ایک چاند پرست یا مشرک قسم کا آدمی یہ گمان کر سکتا ہے کہ شاید یہ شخص چاند سے ہی یہ دعا مانگ رہا ہے۔ چونکہ بعض لوگ چاند اور سورج کی عبادت کے قائل تھے۔

اور ہیں۔ اس لئے دعا کا خاتمہ ان الفاظ سے کیا کہ ”رَبِّيْ وَرَبِّكَ اللّٰهُ“

اے چاند سن لے کہ تیرا اور میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسے میں اس کا ایک عاجز بندہ اس سے دعا مانگ رہا ہوں، تو بھی اپنے نور کے لئے اُسی ذات بے ہمتا کا میری طرح محتاج ہے۔ شرک کی شہ رگ کاٹ کر رکھ دی گئی ہے۔

روزے کی تین حالتیں بدلی گئیں

حضرت معاویہ بن جبَل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، روزے کی تین حالتیں

بدلی گئیں۔

پہلی حالت: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو ہر مہینہ میں تین روزے اور عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** (البقرہ: ۱۸۳) نازل فرما کر رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے۔

دوسری حالت: ابتداء میں **وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ** کے مطابق یہ حکم تھا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔ اور فدیہ دے دے۔ پھر یہ آیت اتری **فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** (البقرہ: ۱۸۵) یعنی تم میں سے جو شخص رمضان کا مہینہ پائے تو وہ روزہ رکھے، پس جو شخص مقیم ہو مسافر نہ ہو، تندرست ہو بیمار نہ ہو، اس پر روزہ رکھنا ضروری ہو گیا۔ ہاں بیمار اور مسافر کے لئے رخصت ملی، اور ایسا بوڑھا جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے بھی رخصت دی گئی۔

تیسری حالت: ابتداء میں کھانا پینا عورتوں کے پاس آنا، سونے سے پہلے پہلے جائز تھا، سو گیا تو پھر گد رات ہی کو جاگے لیکن کھانا پینا اور جماع اس کے لئے منع تھا۔ پھر صرمہ نامی اک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر کام کاج کر کے رات کو تھکے ہارے گھر آئے، عشاء کی نماز ادا کی اور نیند آگئی۔ دوسرے دن کچھ کھائے

پئے بغیر روزہ رکھا تو حالت بہت نازک ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ تو انہوں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ ادھر یہ واقعہ تو ان کے ساتھ ہوا، ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو جانے کے بعد بیدار ہونے پر اپنی بیوی سے مجتہد کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے اس قصور کا اقرار کیا جس پر یہ آیت اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ سے شَدَّ اَسْتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ تک تازل ہوئی اور مغرب کے بعد سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک رمضان کی راتوں میں کھانے پینے اور جماعت کرنے کی رخصت دی گئی۔ (مسند احمد بحوالہ تفسیر ابن کثیر اردو ج ۱ ص ۳۳ پارہ دوم)

کن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت اور بعد میں قضا کرنے کا حکم ہے
مریض اور مسافر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (الایۃ البقرۃ: ۱۸۵) پس جو لوگ تم میں سے بیمار ہوں یا سفر میں (مسافر ہوں اور بیماری میں اور سفر میں جتنے روزے قضا ہوں)

پس دوسرے دنوں میں (روزے رکھ کر ان کی) گنتی پوری کریں۔ اگر سفر آرام کا ہو تو ایسے سفر میں روزہ رکھنا نہ رکھنے سے افضل ہے، اور اگر سفر تکلیف کا ہو تو اس میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ اور یہی حکم بیماری کا ہے۔ یعنی اگر کوئی معمولی بیماری ہے یا ایسی بیماری ہے کہ جس میں روزہ رکھنے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے، تو اس

صورت میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور اگر روزہ رکھنے سے تکلیف پہنچے تو روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

حیض و نفاس والی عورت

مَعَاذَةُ الْعَدُوِّۃ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حائضہ عورت کا کیا حال ہے؟ کہ وہ روزے تو قضا کرتی ہے اور نماز قضا نہیں کرتی۔ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جب ہم حالت حیض میں ہوتی تھیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کے قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

(مسلم ص ۱۵۳ ج ۱، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۸)

یعنی حالت حیض میں عورتیں نہ تو روزہ رکھیں اور نہ نمازیں ادا کریں نمازیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل ہی معاف ہیں، البتہ جتنے روزے رہ جائیں گے پاکیزگی کی حالت میں ان کی قضا دینا پڑے گی۔ اور یہی حکم ہے نفاس والی عورت کا کہ وہ بھی آیام نفاس میں روزہ رکھے گی۔ اور نہ نمازیں ادا کرے گی۔ پاک ہو کر روزوں کی قضا کرے اور نماز کی نہ کرے اکثر مدت نفاس کی چالیس روزہ ہے۔ اگر چالیس روزے زیادہ عرصہ خون جاری رہے تو پھر وہ نفاس نہیں استیضہ ہے۔ استیضہ میں نماز اور روزہ فرض ہے۔

حائضہ اور دوڑھ پلانے والی:

حضرت انس بن مالک کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الْمَسَلَّةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمَسَافِرِ
عَنِ الْمَرْضِعِ وَالْحَبْلِ۔

(رواہ الترمذی و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۸)

یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدمی نماز کو معاف کر دیا ہے
اور مسافر، اور دودھ پلانے والی اور حمل والی عورت سے روزہ
کو موقوف کر دیا ہے۔

اس حدیث میں مسافر کو اور حمل والی کو اور دودھ پلانے
والی کو ایک حکم رخصت میں شامل کیا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے قرآن
مجید کی اس آیت فَسَمْنُ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ
مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ سے۔ بیمار پر اور مسافر پر قضا ضروری ہے۔ پس جس
طرح بیمار اور مسافر پر قضا ضروری ہے اسی طرح حاملہ اور مرضعہ پر
بھی قضا ضروری ہے۔ کیونکہ تینوں کو ایک لفظ سے ایک حکم میں شامل
کیا ہے۔

شیخ کبیر اور وائم المرض کے روزے کا حکم

شیخ کبیر ایسے بوڑھے کو کہتے ہیں جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو جائے
اور دن بدن اس کی صحت کمزور سے کمزور تر ہو رہی ہو اور آئندہ کے
لئے اسے طاقتور ہونے کی کوئی امید بھی نہ ہو، ایسے بوڑھے مرد، اور
بوڑھی عورت کے لئے ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا
بطور فدیہ لازم ہے اور اس کے لئے قضا واجب نہ ہے گی۔
چنانچہ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ اپنی وفات سے ایک سال پہلے روزے رکھنے سے عاجز و در ماندہ ہو گئے تو انہوں نے روزے رکھنے چھوڑ دیئے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے۔

(طبرانی کبیر بحوالہ مجمع الزوائد ص ۱۶۳ ج ۳)

اور یہی حکم وائے المرض کا ہے یعنی وہ بیمار جو بارہ مہینے مریض رہتا ہے۔ اور روزہ نہیں رکھ سکتا۔ وہ بھی بطور فدیہ ایک مسکین کو صبح و شام کھانا کھلا دے۔ (تفسیر ابن کثیر)

میت پر رمضان کے روزے کا حکم

○ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ

صَامَ عَنْهُ وَلِيَّتُهُ۔ (بخاری ص ۲۶۲ ج ۱، مسلم ص ۳۶۲ ج ۱)

یعنی جو شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے

رسول میری ماں مر گئی اور اس پر ایک مہینہ کے روزے تھے

کیا میں اس کی طرف سے ان روزوں کو ادا کروں؟ تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو

کیا تو اس قرض کو اس کی طرف سے ادا کرتا؟ اس شخص نے جواب

دیا ہاں ضرور! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ (مسلم ص ۳۶۲ ج ۱)

روزہ میں کن چیزوں سے بچنا ضروری ہے

روزہ کے شرعی اور اصطلاحی معنی سے صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کوئی شے کھانے، پینے اور جماع سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔

تو جو شخص روزہ رکھ کر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ان میں سے کسی فعل کا قصداً مرتکب ہوگا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ○ قصداً منیٰ کے نکالنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ اپنے ہاتھ سے یا کسی دیگر کے ہاتھ سے خواہ کسی تدبیر سے نکالے ○ عورت سے مباشرت کرنے (یعنی عورت کے جسم سے اپنے جسم کو ملانے سے) یا بوس و کنار سے اگر منیٰ نکل جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ بعض علمائے کرام نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ کفارہ صرف جماع سے لازم آتا ہے کسی اور سبب سے نہیں۔ لیکن ایک دوسری روایت میں فقط ذکر افطام کا آیا ہے نہ جماع کا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

○ جان بوجھ کر تے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں۔

(ترمذی۔ البداؤد، ابن ماجہ، دارمی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۷۶ ج ۱)

- حیض یا نفاس کا خون آجانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۷)
 - حقہ، سگریٹ وغیرہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
 - وضو کرتے وقت منہ اور ناک میں پانی مبالغہ کے ساتھ نہ چڑھایا جائے۔ (البداء، ترمذی، نسائی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۶۶)
 - غذائی یا خوراک کی ٹیکہ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
 - غیبت کرنے سے روزہ ضائع جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۸۱۵)
 - جھوٹ بولنے اور بُرا کام کرنے سے روزہ میں خرابی آتی ہے۔
- (بخاری ص ۲۵۵، مشکوٰۃ ص ۱۶۶)

- گالی گلوچ اور فحش کلامی سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ (بخاری ص ۲۵۵)
 - بے نمازی کا روزہ قبول نہیں ہوتا۔ (مسند احمد ص ۲۴، الزغب ص ۳۸۲)
 - جس شخص کا کھانا پینا اور پہننا محض حرام ہو، اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا۔
- (قرآن مجید و کتب احادیث)

- مشرک اور بدعتی کا روزہ (سمیت کوئی عبادت بھی) قبول نہیں۔ (ایضاً)
- جماع سے روزہ ٹوٹنے کا کفارہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا میں نے اپنی بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے

پاس غلام ہے جس کو تو آزاد کر سکے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو پہلے در پہلے دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس اس قدر طاقت ہے کہ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہے ہم بھی ابھی تک وہاں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑے ٹوکے میں کھجوریں ملائی گئیں فرمایا وہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ فرمایا اس ٹوکے کو لے جاؤ اور اس کی کھجوریں صدقہ کر دو اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا اپنے لئے محتاج لوگوں کو دوں؟ اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں پہاڑوں میں مجھ سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، یہاں تک کہ آپ کے فانت ظاہر ہو گئے۔ پھر فرمایا، اپنے گھر والوں کو کھلا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۶۶)

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

- بھول کر کوئی شے کھا پی لینا۔ ○ بھول کر جاع کرنا۔ بشرطیکہ جب یاد آجائے اسی وقت رُک جائے۔ ○ صبح صادق کے بعد غسل جنابت کرنا۔ ○ سوتے میں احتلام ہو جانا ○ مرد کا اپنی بیوی سے صرف بوسہ کن کرنا۔ بشرطیکہ اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکتا ہو۔ اور جماع واقع ہو جانے کا خوف نہ ہو۔ ○ خود بخود قے ہو جانا۔

○ ضرورت کے وقت ہنڈیا کا ٹک چکھ کر فوراً تھوک دینا۔

○ آنکھ، ناک اور کان میں دوا ڈالنا

○ دانت میں اٹکے ہوئے کھانے کے ریزے جو محسوس نہ ہوں اور منتشر ہو کر

رہ جائیں، ان کا حلق کے اندر چلے جانا۔

○ سوڈے کے خون کا تھوک کے ساتھ اندر چلے جانا۔

○ منہ میں جمع شدہ تھوک کا اندر چلے جانا۔

○ آنکھوں میں سرمہ لگانا۔

○ تر یا خشک مسواک دن کے کسی حصہ میں بھی کرنا۔

○ سر اور بدن پر تیل ملنا۔

○ محسوس ہونگھٹنا اور لگانا۔

○ سر پر کپڑا تر کر کے رکھنا۔

○ پچھنے لگوانا، بشرطیکہ کمزوری کا خوف نہ ہو۔

○ ٹکلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا۔

○ ہتھی کا حلق میں چلا جانا۔

○ استسحاق بلا مبالغہ کی صورت میں بغیر قصد و ارادہ پانی کا ناک سے

حلق میں اُتر جانا۔

○ ٹکلی کرتے وقت بلا قصد و ارادہ پانی کا حلق میں اُتر جانا۔

سحری کھانا سنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا، کہ سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کھانے میں یقیناً

برکت ہے۔ (بخاری ص ۱۲۵۷، مسلم ص ۳۵۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۱)

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھانے کی ترغیب دی ہے، خالی پیٹ روزہ رکھنا منع ہے۔ اگر کھانے کو جی نہ چاہے تو ایک ہی کھجور یا پانی کا گھونٹ پی لے۔ کیونکہ ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ۔ (مسلم ص ۲۵۰)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمارے روزے کے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) غروب آفتاب کے بعد افطار کرتے تھے تو اس کے بعد تمام رات کچھ نہ کھاتے تھے۔ پھر غروب آفتاب کے بعد دوسرے دن روزہ افطار کرتے تھے۔ سو ہمیں ان کی مخالفت کرتے ہوئے سحری ضرور کھانی چاہیے۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی یہ خاص مہربانی ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فائدہ اٹھانے کی تاکید کی ترغیب دی ہے۔



کھجور یا پانی سے افطار کرنا مستنون ہے

حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس کھجور ہو تو اس سے افطار کرے اور جس کے پاس نہ ہو تو وہ پانی سے افطار کرے بیشک پانی پاک کرنے والا

ہے۔ (الوطاؤد ص ۳۲۱)

روزہ افطار کرانے والے کا ثواب

حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو اس کو اس کے روزے کے ثواب کی مقدار ثواب ہوگا۔ باوجودیکہ روزہ رکھنے والے کے ثواب میں کچھ بھی کمی نہیں ہوگی (ترمذی ص ۱۷۳)

روزہ جلد افطار کرنا سنت ہے

حضرت شہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ خیر میں رہیں گے جب تک جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ (بخاری ص ۲۶۳، مسلم ص ۳۵۱)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جلدی افطار کرنے کے مفہوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوں فرمایا جب رات اس (مشرق کی) طرف سے چڑھ جائے اور دن اس (مغرب کی طرف سے) چلا جائے اور سورج مغرب ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت ہوا۔

(بخاری ص ۲۶۲، مسلم ص ۳۵۱)

روزہ افطار کرنے کی مسنون دُعا :

حضرت معاذ بن زہرہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَىٰ رِزْقِكَ افْطَرْتُ (ابوداؤد، مشکوٰۃ) ^{۱۵۴} ^{۳۲۹}

اے اللہ تعالیٰ تیرے پیٹے میں نے روزہ رکھا اور تیرے (پیٹے ہوئے) رزق سے میں نے افطار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو یہ ارشاد فرماتے: ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا اس کا ثواب ثابت ہو گیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۴)

افطار کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَامِرِ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلصَّائِحِ عِنْدَ فِطْرِهِ دَعْوَةً مَا تُرَدُّ (سنن ابن ماجہ ص ۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دُعا کو رد نہیں کیا جاتا۔ دوسروں کی چیز سے افطار کرنا۔

بعض لوگ کسی دوسرے کی چیز سے روزہ افطار نہیں کرتے،

وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سارے دن کی محنت اور ثواب روزہ افطار کرانے والے گیا، تو مجھے کیا ملا؟ سو واضح ہو کہ یہ سراسر جہالت اور بخل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا ہے۔

مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنُوبِهِ وَحَقٌّ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِ شَيْءٍ الْحَدِيثُ۔

(المجامع لشعب الایمان ص ۲۱۶ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۱)

یعنی جس شخص نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات دلانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کیے بغیر اس کے برابر افطار کرانے والے کو ثواب ملے گا۔

قیامِ رمضان کی فضیلت

رمضان المبارک میں کی جانے والی خصوصی عبادات میں سے ایک عبادت قیامِ رمضان بھی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامِ رمضان روزے کی طرح فرض نہیں بلکہ نقلی عبادت، سنتِ مستحبہ ہے۔ اگر کوئی شخص سارے رمضان میں ایک رات بھی قیام نہ کرے تو وہ بہت بڑے ثواب سے محروم رہے گا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

نفل کا فرض کے برابر ثواب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

وَقِيَاهُ لَيْلِيهِ تَطَوُّعًا مِّنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ
كَانَ مَكْنً أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے رمضان کی رات کا قیام نفل ٹھہرایا ہے جو شخص کسی نیک خصلت (نقلی عبادت) کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے تو وہ ایسا ہے جیسا اس نے غیر رمضان میں فریضہ ادا کیا۔ (الجامع لشعب الایمان ص ۲۱۶ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۴۴ ج ۱)

گزشتہ گناہ بخشے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(بخاری ص ۲۶۹ ج ۱، مسلم ص ۵۹ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۴۲ ج ۱)

جس شخص نے ایمان کی حالت میں حصولِ ثواب کے لئے رمضان میں قیام کیا، اس کے گزشتہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔

گناہوں سے چھٹکارا، اور جنت میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر،

رمضان کے روزے فرض کئے ہیں۔ وَ سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ

اور تمہارے لئے میں نے قیامِ رمضان، سنت قرار دیا ہے۔

فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ

ذَلُوْبِهِ كَيَوْمِهِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

پس جو شخص ایمان کی حالت میں حصولِ ثواب کے لئے رمضان

کا روزہ رکھے اور قیامِ رمضان کرے وہ گناہوں سے نکل گیا۔

اس دن کی طرح (جس دن) اس کی ماں نے اس کو جنما۔

(سنن ابی داؤد ص ۲۵۱ ج ۱، مسند احمد ص ۱۹۱، ۱۹۵، الجامع لشعب الایمان ص ۲۲۲ ج ۴)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامِ رمضان فرض نہیں بلکہ نفلی عبادت، سنتِ مستحبہ ہے۔ جو شخص ایمان کی حالت میں حصولِ ثواب کے

یہ قیام رمضان کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے سے جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت بھی حاصل ہوگی۔
جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ - (ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۳۰)

یعنی جس شخص نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔
ساری رات کی عبادت کا ثواب

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّاهُ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حَسِبَ لَهُ رَقِيماً لِسَيِّئِهِ - الحديث (ابن ماجہ ص ۱۵۹۵، نسائی ص ۱۹۲، ترمذی ص ۱۶۶)
۱۵، ابو داؤد ص ۲۰۲ ج ۱، واللفظ لہ مشکوٰۃ ص ۱۱۴ ج ۱

یعنی بیشک آدمی جب امام کے ساتھ قیام رمضان سے فارغ ہوتا ہے تو اسے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

قرآن سننے کا دوسرا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى كَتَبَ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ
وَمَنْ تَلَاهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے ایک آیت کی سماعت کرتا
ہے اس کو (پڑھنے والے کی نسبت) دوہرا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص
قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس کے
لئے نور ہوگی۔ (جامع صغیر ص ۱۶۲ ج ۲، مسند احمد ص ۲۳۴ ج ۲، تفسیر

القرآن العظیم ص ۲۸۱ ج ۲)

قرآن مجید کا ایک حرف پڑھنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں (جیسا کہ ترمذی
کے حوالہ سے مشکوٰۃ ص ۱۸۶ ج ۱ میں حدیث مذکور ہے تو سننے والے کو دوہرا ثواب
ہیں نیکیاں ملیں۔ اس طرح قیام رمضان میں قرآن سننا بڑے ثواب کا موجب ہے۔
مسنون قیام رمضان بسند صحیح و ترسمیت گیارہ رکعات ہے۔
کتب حدیث اور ان کی شروح سے صاف ظاہر ہے کہ قیام رمضان سے
مراد نماز تراویح ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کی مسنون تعداد بسند
صحیح و ترسمیت گیارہ رکعات ہی ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے :

پہلی حدیث | عَنْ أَبِي سَكَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ
عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي رَمَضَانَ ، فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً - الحديث

بخاری کتاب صلوٰۃ الترویج باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ

ص ۱۵۴ ج ۱، سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۹۶ ج ۲، الصالح مترجم ص ۱۱

یعنی ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کس طرح ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

امام محمد کا منصفانہ فیصلہ

حنفیوں کے امام اعظم ابو حنیفہ کوئی کے مشہور شاگرد حنفی مذہب کے ناظم نشر و اشاعت امام محمد المتوفی ۱۸۹ھ نے اپنی مشہور کتاب موطا میں ایک باب (نمبر ۴۶) صلوٰۃ اللیل جس کا ترجمہ حنفیوں کے مشہور علامہ عبد الوحید نے تہجد کا بیان کیا ہے) منعقد کیا ہے۔

اور ایک باب (نمبر ۷۱) قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل (جس کا ترجمہ حنفی مترجم نے رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان کیا ہے) منعقد کیا ہے، اس باب میں ابوسلمہ بن عبد الرحمن کی مذکورہ بالا روایت نقل فرما کر باب کے آخر میں فرمایا ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ، وَبِهَذَا كَلَّمَهُ نَاخِذٌ، لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي شَهْرِ
رَمَضَانَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّاسُ تَطَوُّعًا بِإِمَامٍ لِأَنَّ الْمُسْلِمِينَ قَدْ أَجْمَعُوا
عَلَى ذَلِكَ وَرَأَوْهُ حَسَنًا،

یعنی امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر (یعنی تین و تیرہ رکعات نماز)

تراویح والی روایت پر، ہمارا عمل ہے۔ اور اس میں (بھی) کوئی حرج نہیں کہ لوگ رمضان میں جماعت کے ساتھ نفل (نماز تراویح) پڑھیں، کیونکہ مسلمانوں نے اس پر (یعنی تین وتر سمیت گیارہ رکعت نماز تراویح باجماعت پڑھنے پر) اجماع کیا ہے۔ اور اس کو اچھا سمجھا۔

اگر پچیس رکعات والی روایت

امام محمدؒ کے نزدیک صحیح ہوتی تو وہ ضرور اسے یہاں بیان فرماتے۔ چونکہ وہ روایت زبردست ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے انہوں نے بیان نہیں فرمائی۔ اور نہ ہی تین وتر سمیت گیارہ رکعت نماز تراویح کی سنت کے خلاف امام ابو حنیفہؒ کا کوئی قول نقل کیا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز تراویح، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی بند صحیح تین وتر سمیت گیارہ رکعات ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

قارئین حضرات!

تسور بالا میں مذکور روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قیام رمضان یعنی نماز تراویح کے بارے میں ہے۔ اس حدیث کے مرفوع اور صحیح ہونے میں دنیا بھر کے محدثین عظام کا اتفاق ہے۔ پچیس رکعات والی روایت ابن عباسؓ بالاتفاق محدثین عظام و فقہاء احناف زبردست ضعیف ہونے کے ساتھ صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے اس کی مکمل تفصیل جاننے کے لیے ”فقہاء احناف کا منصفاً متفقہ فیصلہ اور رضا خانی

اشتہار پر ایک نظر“ ملاحظہ فرمائیں۔

○ مقلدینِ آخاف دیوبندی اور بریلوی رضا خانی مولوی صاحبان کا یہ کہنا کہ ”میں رکعات نماز تراویح بسندِ صحیح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ سہی، خلفاء راشدین کی سنت تو ہے۔“ سو واضح رہے کہ یہ خیال سولہ آنے غلط اور سو فیصدی جھوٹ ہے۔ اس سلسلہ میں جو منقطع و ضعیف آثار پیش کیے جاتے ہیں ان کے مشکٹ اور مدلل جوابات ہمارے کتابچہ ”رضا خانی اشتہار پر ایک نظر“ میں ملاحظہ فرمائیں، انشاء اللہ العظیم مکمل تسلی و تشفی ہو جائے گی۔

دوسری حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ۔ الحدیث

(صحیح ابن حبان ص ۶۲ ج ۵ رقم ۷۴۰۱، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۳۸ ج ۲، مختصر قیام اللیل

ص ۱۵۵، میزان الاعتدال ص ۳۱۱ ج ۳، طبرانی صغیر ص ۱۰۸)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات (تراویح) اور وتر پڑھائے۔

تیسری حدیث

یعنی حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو عرض کی

یا رسول اللہ! رمضان کی رات میں مجھ سے ایک بات ہو گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابی! کیا بات ہو گئی ہے؟ ابی نے کہا، میرے گھر میں عورتوں نے کہا کہ ہم سے زبانی زیادہ قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا، لہذا ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی۔

فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ شَمَانِي رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرْتُ۔

تو میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا بلکہ سکوت فرما کر اپنی رضا ظاہر فرمادی (سطح ابو یعلیٰ والطبرانی بخو فی الاوسط مع الزمائد ص ۴، ج ۲ مختصر قیام اللیل ص ۱۵۵، صیغ ابن حبان ص ۱۱۰ ج ۵ رقم ۲۵۴)

وتر سمیت گیارہ رکعات کا فاروقی حکم

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، ابْنُ بَنِي كَعْبٍ وَتَحِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِأَحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

المحدث (شرح معانی الآثار مترجم ص ۴۲۶ ج ۱، سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۵۴۹۶)

مختصر قیام اللیل ص ۱۵۷، موطا امام مالک باب ما جاء فی قیام رمضان مشکوٰۃ ص ۱۱۰ ج ۱

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حکم دیا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ وہ لوگوں کو (وتر سمیت) گیارہ رکعات پڑھایا کریں۔

اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح
حضرت عمر فاروقؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو جو تہ سیمت گیارہ رکعات
پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ دراصل سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ
تھا اسی لئے کسی شخص نے اس پر انکار نہیں کیا۔
غلط فہمی کا ازالہ

بعض بدعت پسند مولوی صاحبان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابی
بن کعبؓ اور تمیم داریؓ دونوں کو مل کر گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا
تھا تو دونوں قاریوں نے نماز تراویح کی رکعات آپس میں تقسیم کر لی تھیں۔ سو
یہ بات بالکل غلط اور قلتِ مطالعہ پر مبنی ہے۔

موفقاً امام مالکؒ کی شرح الزرقانی ص ۳۹ میں علامہ محمد الزرقانی، سنن سعید بن
منصور المتوفی ۲۲۷ھ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:-

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّي بِالنِّسَاءِ، وَكَانَ تَمِيمُ الدَّرَجِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يُصَلِّي
بِالنِّسَاءِ۔ یعنی عروہؓ سے روایت کہ حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ
کی امامت پر جمع کیا تو ابی بن کعبؓ مردوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور تمیم داریؓ
عورتوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور ایسا ہی امام ابو عبد اللہ محمد بن نصر مؤدب المتوفی
۲۹۳ھ نے اپنی مایہ ناز کتاب قیام اللیل ص ۱۶۲ پر باب حضور النساء الجماعۃ فی
قیام رمضان میں حضرت عروہؓ کی مذکورہ روایت درج فرمائی ہے۔

اعتمکاف

اعتمکاف کا لغوی اور شرعی معنی

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کی جانے والی خصوصی عبادات میں سے ایک عبادت اعتمکاف بھی ہے۔ یہ مبارک عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مؤکدہ ہے۔

لفظ اعتمکاف، ثلاثی مزید فیہ باب إفعال سے مصدر کا صیغہ ہے اور یہ لفظ مُکَوِّف سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی کسی جگہ ٹھہر جانے اور

۱۔ چنانچہ شیخ محمد الدین ابو ذر ریاضیؒ بن شرفؒ لغوی المتونؒ فرماتے ہیں،
الْإِعْتِمَافُ: هُوَ فِي اللَّفْظِ الْحَبْسُ وَالْمَكْنُتُ وَالزُّمُورُ، وَفِي الشَّرْعِ الْمَكْنُتُ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ شَخْصٍ مَخْصُوصٍ بِصِفَةٍ مَخْصُوصَةٍ، (لغوی شرح مسلم ص ۲۱۵)
یعنی لغت میں اعتمکاف کا معنی ہے بند ہونا اور ٹھہرنا اور لازم ہونا، اور شریعت میں کسی شخص کا مسجد میں مخصوص صفات کے ساتھ ٹھہرنا اعتمکاف کہلاتا ہے۔

۲۔ اور ایسے ہی مشکاة المصابیح ص ۱۸۲ ج ۱ پر حاشیہ ۲ بایں الفاظ مرقوم ہے۔

الْإِعْتِمَافُ فِي اللَّفْظِ الْحَبْسُ وَالْمَكْنُتُ وَالزُّمُورُ وَالْإِقْبَالُ عَلَى شَيْءٍ
وَفِي الشَّرْعِ عِبَادَةُ عَنِ الْمَكْنُتِ فِي الْمَسْجِدِ وَلَزُومِهِ عَلَى وَجْهِ مَخْصُوصٍ۔
یعنی اعتمکاف کا لغوی معنی بند رہنا اور ٹھہرنا اور کسی چیز کو لازم پکڑنا اور کسی چیز پر متوجہ
میں اعتمکاف کا معنی ہے مسجد میں ایک مخصوص انداز میں ٹھہرنا اور لازم ہونا۔

۳۔ فضیلۃ الشیخ علامہ السید سابق مصریؒ فرماتے ہیں،

اس سے لازم ہو جانے کا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۳۸ میں مذکور ہے۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَآءَ يَلِ الْبَحْرِ فَأَنزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَانِ رَبِّهِمْ ؕ

یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتارا تو وہ کچھ لوگوں پر سے ہو کر گزرے جو اپنے بتوں پر جے بیٹھے تھے۔

اور سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۵۲ میں بایں الفاظ مذکور ہے :

إِذْ قَالَ لِأَبْنَيْهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا

الْإِغْتِيكَاتُ لَزُمُوا الشَّيْءَ وَحَبَسُوا النَّفْسَ عَلَيْهِ، خَيْرًا كَانَ أَمْ شَرًّا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ)

اُمی مقیموں، متعبدوں، لہا، والمقصود بہ ہنا لَزُمُوا الْمَسْجِدَ وَ

الْإِقَامَةَ فِيهِ بِنَيْتِهِ التَّقَرُّبَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (فقہ السنۃ ص ۱۵۳۹)

یعنی اعتکات کا معنی ہے کسی چیز کو لازم پکڑنا، اور نفس کو اس امر پر بند رکھنا خواہ وہ

چیز اچھی ہو یا بُری۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : ”یہ مودتیاں کیا چیزیں؟ جن پر تم متکف

(جے بیٹھے) ہو۔ عَاكِفُونَ کا معنی بتوں کے سامنے کھڑے ہونے والے، اور ان کی عبادت

کرنے والے۔ اور شریعت اسلامیہ میں اعتکات سے مقصود تقرب الہی کی

نیّت سے مسجد کو لازم پکڑنا۔ اور اس میں اقامت گزری ہونا ہے۔

○ المفردات فی غریب القرآن ص ۳۴۳ پر بھی مرقوم ہے۔

عَاكِفٌ، الْعَاكِفُ الْإِقْبَالُ عَلَى الشَّيْءِ وَمِلَاذِمَتُهُ عَلَى سَبِيلِ التَّقَرُّبِ

لَهُ، وَالْإِعْتِكَاتُ فِي الشَّرْعِ هُوَ الْإِحْتِيَاسُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى سَبِيلِ الْقُرْبَةِ؟

عَاكِفُونَ ہ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مورتیاں

کیا چیز ہیں؟ جن پر تم مجھے بیٹھے ہو۔

لیکن شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص دُنیا کے سارے کام کا جھوڑ کر خلوص نیت سے محض عبادتِ الہی کی غرض سے ایک خاص مدت کے لئے کسی جامع مسجد کا کوئی ایک گوشہ اپنے لئے مخصوص کر لے اور اس میں اقامت گزریں ہو جائے تاکہ خلوت میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، نقلی نماز، تلاوت قرآن مجید، تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر، توبہ و استغفار، ذکر اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام و صلوة، دُعا، اور مطالعہ حدیث و تفسیر و کتب دینیہ وغیرہ کے لئے وقف کر دے۔

(محصّل کتب حدیث و شریعت)

إِعْتِكَافُ کی شرعی حیثیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ رمضان المبارک میں إِعْتِكَاف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مُؤَكَّدہ ہے۔ اس لئے کہ مدنی زندگی میں ہر سال رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم إِعْتِكَاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال کسی سفر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو دوسرے سال بیس دن کا إِعْتِكَاف فرمایا۔

جیسا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا إِعْتِكَاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال کسی سفر کی وجہ سے، إِعْتِكَاف نہ کیا تو جب آئندہ سال رمضان آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

(ابوداؤد ص ۱۲۳۱، ابن ماجہ ص ۱۲۷، ترمذی ص ۱۶۵، مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۱)
 عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ
 الْوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى لَوْ قَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَرْوَاهُ مِنْ
 بَعْدِهِ۔ (بخاری ص ۲۷۱، مسلم ص ۳۷۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۱)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ
 اللہ تعالیٰ نے انہیں فوت کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔

اقسام اعتکاف۔

اعتکاف کی دو قسمیں ہیں، واجب اور مسنون۔ (اور بعض کے نزدیک
 تیسری قسم مستحب بھی ہے کہ اس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ ہی کوئی مقدار
 مقرر ہے۔ بلکہ جب چاہیں اور جتنا وقت چاہیں اعتکاف کر سکتے ہیں۔)
 واجب اعتکاف : وہ ہوتا ہے جو تندر و منت مان کر اپنے اوپر لازم
 کر لیا جائے مثلاً کوئی مسلمان یوں کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دنوں
 کا اعتکاف کروں گا (اسے نذر مطلق کہتے ہیں) یا صرف یوں ہی کہے کہ میں اللہ کے
 واسطے اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا۔ (اسے نذر مطلق کہتے ہیں) تو اس کا
 ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :
 وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ (سورۃ الحج : ۲۹) اور اپنی نذروں کو پورا کر دو۔

عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَتَخَلَّفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ .

(بخاری ص ۱۵۲۴، مسلم ص ۵۰ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۱۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے نذرانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا، کیا اب نذر پوری کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی نذر پوری کرو۔ **مَسْنُونِ اِعتِکَاف**۔۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی زندگی میں ہر سال رمضان میں آخری عشرہ کا اعتکاف کیا جس کی تفصیل گزشتہ سطور میں اعتکاف کی شرعی حیثیت کے زیر عنوان گزر چکی ہے، اور اس کے فضائل اور ضروری مسائل احکام آگے آئیں گے۔

فضائلِ اعتکاف

مُتَّكِفٌ، شب قدر کا ثواب دوسرے لوگوں کی نسبت آسانی حاصل کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد شب قدر کی تلاش تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں وارد ہوا ہے۔

(مسلم ص ۱۵۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۵۱۸۲)

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور سنت پر

عمل کرنے والا جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۲۰)

معتکف کے لیے دخول جنت کی ضمانت

○ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، الْمَسْجِدُ بَيْتٌ كُلُّ تَقِيٍّ، وَتَكْفُلَ اللَّهُ لِمَنْ كَانَ الْمَسْجِدُ بَيْتَهُ بِالرَّوْحِ، وَالرَّحْمَةِ، وَالْجَوَانِ عَلَى الصِّرَاطِ عَلَى رِضْوَانِ اللَّهِ إِلَى الْجَنَّةِ.

(رواہ البیہقی فی الکبیر، واللاوسط، والبزار وقال اسنادہ حسن، قلت و

رجال البزار کلہم رجال الصیح، مجمع الزوائد ص ۲۲ ج ۲ باب لزوم المسجد)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں مسجد ہر پرہیزگار کا گھر ہے اور جس شخص نے بھی مسجد کو اپنا ٹھکانا بنایا تو اللہ تعالیٰ اسے اطمینان قلب، بخشش و رحمت، اپنی رضا و خوشنودگی، پل صراط سے آسانی سے گزرنے اور جنت میں دخول کی ضمانت دیتا ہے۔

معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے

چونکہ اعتکاف کرنے والا دنیا کے جملہ مشاغل سے کنارہ کش ہو کر اپنے آپ کو ذکرِ الہی، مختلف قسم کی عبادات، تلاوت قرآن مجید کے لیے وقف کر دیتا ہے اور امورِ معاصی سے دامن کشاں ہو جاتا ہے۔ بنا بریں اسے ان تمام نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے جو اعتکاف کی وجہ سے وہ نہیں کر پاتا، چنانچہ ارشادِ نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، فِي الْمُتَعَكِّفِ وَهُوَ لِعَتَكِفِ الذُّنُوبِ وَيُجْزَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ لِعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

کنن ابن عباس ص ۱۲۸ ج ۱، رقم ۱۷۸۱ واللفظ له مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۱، الجامع لشعب الایمان ص ۵۲۳ ج ۲، رقم ۳۶۷۸ اسنادہ ضعیف

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَعْتَاكَف کرنے والے شخص کے متعلق فرمایا کہ وہ گناہوں سے الگ تھلگ ہو جاتا ہے اور اس کو ان سب نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے جو اَعْتَاكَف کے سبب وہ نہیں کر سکتا۔

مَعْتَكِف کی جہنم سے نجات

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک دن مسجد نبویؐ میں مَعْتَكِف تھے، آپ کے پاس ایک شخص آیا، اور سلام کر کے چپ چاپ بیٹھ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غم زدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اے رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے! میں بیشک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے (اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا) کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اچھا کیا میں اس سے

تیری سفارش کروں گا۔ اس نے عرض کی جیسے آپ مناسب سمجھیں حضرت
عبداللہ بن عباسؓ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے
اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے ہیں؛ فرمایا بھولا
نہیں ہوں۔ بلکہ میں نے اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور
ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گزرا۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے ابن عباسؓ کی ہاتھوں
سے آنسو بہنے لگے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

مَنْ مَشَى فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، وَبَلَغَ فِيهَا كَانَ خَيْرًا مِّنْ
اِعْتِكَافِ عَشْرٍ سَنِينَ، وَمِنْ اِعْتِكَافِ يَوْمٍ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ
اللّٰهِ تَعَالٰى جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقٍ اَبْعَدَ
مَا بَيْنَ الْخَافَتَيْنِ

جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس
کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک
دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس
کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جس کی مسافت
آسمان اور زمین کے درمیانی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔

(جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو پھر دس دن
یا دس برس کے اعتکاف کی فضیلت کیا ہوگی؟)

(رداء الطحاوی فی الاوسط، والبیہقی واللفظ لہ، والحاکم مختصر اوقال صحیح الاسناد ص

۲۷۷ ج ۴، الترغیب ص ۱۵۰ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۹۲ ج ۸)

دو حج اور دو عمرے کا ثواب

○ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ اعْتَمَلَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمَرَتَيْنِ.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ص ۱۳۸ ج ۳ رقم ۲۸۸۸، وقال ابن شہ فی الجمع ص ۱۲۳

ج ۳، فی غیبتہ بن عبد الرحمن القریشی و بہ متروک، الجامع لشعب الایمان ص ۵۲۵

ج ۴، رقم ۳۶۸۰، اسنادہ ضعیف)

یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرے گا۔ اسے دو (نفل) حج اور دو عمرے کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

اعتمکاف کے مسائل و احکام

آغازِ اعتکاف، اعتکاف کرنے والے کو چاہیے کہ میں رمضان کو باقاعدہ مغرب کی نماز مسجد میں پڑھے اور رات بھر حسب معمول نفل عبادت، تلاوت قرآن مجید، ذکر اللہ وغیرہ میں مصروف رہے اور اکیس رمضان کو بعد نماز فجر متکلف (اعتکاف بیٹھنے کی مخصوص جگہ) میں چلا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر دیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔

(بخاری ص ۲۷۱ ج ۱، مسلم ص ۱۷۴ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرنے کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے۔ (بخاری ۲۴۲۲، مسلم ۲۴۴۱، ابوداؤد ۲۳۰۱، ابن ماجہ ۱۲۸۸، مشکوٰۃ ۱۸۳۷) قائمہ جلیلہ ۱۔ پہلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ آخری عشرہ کی پہلی رات میں رمضان کے عزوبِ آفتاب کے بعد شروع ہو جاتی ہے۔ اور دوسری حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز کے بعد مُتَّكِف (اعتکاف کی مخصوص جگہ) میں داخل ہوتے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اکیس رمضان کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں گزارتے تھے لیکن مُتَّكِف (اعتکاف کی مخصوص جگہ) میں اکیس رمضان کو فجر کی نماز پڑھ کر داخل ہوتے تھے۔

مُتَّكِف میں بوریئے اور کپڑے وغیرہ سے خیمہ بنانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِيَاءً فَيَصِلُ الصَّبْحُ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، الْحَيْثُ (بخاری ص ۲۶۷، ۱)

”تو میں انہوں کے لیے (بوریئے اور کپڑے وغیرہ سے) خیمہ بنا دیتی تھی، تو (اکیس رمضان کو) صبح کی نماز پڑھتے، پھر اس خیمے میں تشریف لے جاتے تھے“

مُبَاحُ أُمُور

○ مُعْتَلِفُ کے لیے ضروری نہیں کہ وہ مسجد میں صفوں پر ہی لیٹا رہے بلکہ وہ سونے کے وقت چارپائی اور بستر وغیرہ بھی استعمال کر سکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اغْتَلَفَ طَرَحَ لَهُ فَرَشَتَهُ أَوْ يَوْصَعُ لَهُ سَرِيرَتَهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةٍ

التَّوْبَةِ - (سنن ابن ماجہ ص ۱۲۸ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ج ۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ اعتکاف کرتے تو آپ کے لیے بچھونا بچھایا جاتا یا آپ کے لیے چارپائی ستونِ توبہ کے پیچھے رکھی جاتی۔

○ اگر مُعْتَلِفُ ضروری حاجت کے لیے مسجد سے باہر نکلا ہے تو اتفاقاً کوئی بیمار شخص مل گیا تو چلتے چلتے بیمار پُرسی کر لی اس کے لیے رُکا نہیں تو جائز ہے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۲)

○ اگر اتفاقاً مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے تو مُعْتَلِفُ بھی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

○ اگر ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے جس میں جمعہ پڑھنے کا اہتمام نہیں تو جمعہ پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے

○ کھانا لانے والا کوئی نہیں تو گھر سے کھانا لاسکتا ہے۔

○ قضائے حاجت یا غسل وغیرہ کا مسجد میں انتظام نہیں تو مسجد سے نکل کر کسی دوسری جگہ قضائے حاجت اور غسل کے لیے جاسکتا ہے۔

- مسجد گر گئی ہے یا کسی نے مسجد سے نکل دیا ہے یا جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی ہو تو مسجد سے نکل سکتا ہے لیکن فوراً کسی دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے۔
- معتکف کی بیوی مسجد میں آکر اپنے خاوند سے ملاقات اور ضروری بات چیت کر سکتی ہے۔
- معتکف اپنی بیوی کو مسجد کے دروازے پر چھوڑنے کے لئے جاسکتا ہے۔
- معتکف رات کو معتکف سے باہر مسجد کے صحن میں سو سکتا ہے۔
- معتکف مسجد میں امامت و خطابت اور درس قرآن و حدیث کر سکتا ہے۔
- معتکف مسجد میں اپنے کپڑے وغیرہ دھو سکتا ہے اور اپنے کپڑے استری کر سکتا ہے۔
- معتکف مسجد میں اپنی حجامت بڑا سکتا ہے۔
- معتکف اگر روزانہ غسل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔
- معتکف سر میں تیل بگنکھی اور آنکھوں میں سرمہ وغیرہ ڈال سکتا ہے۔
- معتکف غوشبو استعمال کر سکتا ہے۔
- معتکف کو اعتکاف گاہ میں سوتے میں اعتلام ہونے سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

معتکف کو کونسے کام کرنے منع ہیں

چونکہ معتکف دنیا کے سارے کام کاج چھوڑ کر خلوص نیت سے محض عبادت الہی کی غرض سے خلوت اختیار کرتا ہے۔ پناہ بریں اسے پختہ کرنے کے لیے اس پر چند شرعی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكْثَرُ مَا قَالَتْ: السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُوذَ مَرِيضًا، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً، وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً، وَلَا يَبَايِرَ رَحْمَةً، وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمِهِ، وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۴۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک سنت یہ ہے کہ :

- "معتکف کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لیے (مسجد سے باہر) نہ جائے۔
 - اور (کسی کا) نماز جنازہ پڑھنے کے لیے (مسجد سے باہر) نہ نکلے۔ ○ اور اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے ○ اور نہ ہی اس سے مہاشرت کرے ○ اور مسجد سے کسی کام کے لیے باہر نہ نکلے مگر جس کے بغیر چارہ نہیں ○ اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ○ اور نہیں اعتکاف مگر جامع مسجد میں۔
- انتباہ !

آج کل بہت سے معتکفین سگریٹ نوشی کے عادی ہوتے ہیں تو سگریٹ پینے کے لیے مسجد سے باہر نکلتے ہیں اور بعض دفعہ تو استنجا خانہ میں بیٹھ کر،

سگریٹ نوشی کہتے ہیں اور اسے حاجتِ ضروریہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سگریٹ نوشی کرنا جائز تک نہیں ہے بلکہ فضول خرچی ہے جو حرام ہے، چہ جائیکہ حاجتِ ضروریہ میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماتے۔

عورتیں بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھیں

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بعض جگہ احناف کی دیکھا دیکھی عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھتی ہیں، حالانکہ جائے اعتکاف گھر نہیں، مسجدیں ہیں۔ اس لئے عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا صحیح نہیں ہے۔ عورتیں صرف ایسی مسجدوں میں اعتکاف بیٹھیں جہاں عورتوں کے لئے ہر چیز کا مرفوع سے الگ انتظام ہو اور کسی قسم کا فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو، بصورتِ دیگر ان کا اعتکاف بیٹھنے سے اجتناب کرنا زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَبَاشَرُوهُنَّ وَانْتُمُ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ الْاٰیۃ (سورۃ البقرہ، ۱۸)

یعنی جب تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہو (تورات کو بھی اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرو۔

۱۔ ۵ حقیقوں کے مشہور مولوی محمد زکریا کاندھلوی رقمطراز ہیں۔

”عورت کے لئے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے (فضائلِ رمضان ص ۵۵)

۵ مولانا رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند معارفِ الحدیث ج ۱ ص ۱۱۹ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”انجامِ طہارت اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی عقیں اور خاتین کے لئے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر میں، ان کے گھر کی وہی جگہ جو انہوں نے نماز کے لئے مقرر کر رکھی ہو۔ اگر گھر میں کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف کرنے والی خواتین کو ایسی جگہ مقرر کر لینی چاہئے

امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۵ھ نے اپنی کتاب صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۱ پر

ایک باب بایں الفاظ منعقد کیا ہے : بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعُشْرِ الْأَوَّلِ خِر ،
وَالْإِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى : وَلَا تَبَاشِرُوهُنَّ وَ
أَنْتُمْ عَلَيْهِنَّ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

یعنی رَمَضَانَ المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کا بیان
اور یہ کہ تمام جامع مساجد میں اعتکاف ہو سکتا ہے کیونکہ ارشاد
باری تعالیٰ ہے : ” اور تم جب مساجد میں اعتکاف بیٹھو تو رات کو بھی
اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں ، ان کے
قرب بھی نہ جانا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیات لوگوں سے بیان فرماتا
ہے تاکہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔“

(بقیہ حاشیہ) مکمل مدلل مسائل اعتکاف ص ۲۵) ۵ علامہ عالم نقری حنفی رقمطراز ہیں :

”عورتوں کا اعتکاف گھر میں ہوگا مساجد میں نہیں“ (روحانی اعتکاف ص ۲۰)
بعض اہل حدیث علماء نے بھی عورتوں کو اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت
دے رکھی ہے جیسا کہ ۵ تجلیات رمضان ص ۱۲۵ پر مرقوم ہے ،
”نوٹ : عورتیں بدستور گھروں میں اعتکاف کریں۔“

۵ ماہنامہ صراطِ مستقیم برنگم برطانیہ ج ۱۳ ، شمارہ ۴ ص ۲۲ پر مرقوم ہے :
”۱۴ : عورتوں کے لئے گھروں میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔“

فائدہ جلیلہ :- اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اعتکاف مسجد کے

علاوہ کسی دوسری جگہ بھی جائز ہوتا تو قرآن مجید میں یہ مسئلہ بیان نہ کیا جاتا، کہ مسجد میں اعتکاف کے وقت مباشرت منع ہے۔ کیونکہ یہ اعتکاف کے منافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف مساجد میں ہی ہوتا ہے

”فتح الباری ج ۴ ص ۳۱۹، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۳ اور قسطلانی ج ۱

ص ۲۲۷ کے مطابق بخاری شریف کے ترجمہ الباب سے امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۶ھ کی غرض یہ ہے کہ، اعتکاف کے صحیح ہونے کی منجملہ دوسری مطلوبہ شرائط کے، ایک لازمی شرط مسجد بھی ہے۔ اور علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مدنی زندگی میں ہر سال رمضان المبارک میں مسجد میں ہی اعتکاف کیا ہے۔ ایک مرتبہ کسی سفر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو اگلے سال پچیس دن کا اعتکاف فرمایا، گھر میں ایک مرتبہ بھی اعتکاف نہ کیا۔

اعتکاف جامع مسجد میں مستنون ہے

○ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَسْتُ بِمَرَّةٍ وَلَا

اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ “ (الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص

۵۲۱ رقم ۳۶۷۶، البدایہ ج ۱ ص ۳۴۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۳)۔

سمہ :- جب کوئی صحابی کسی کام کے متعلق بلا اضافت مطلقاً یہ کہے کہ یہ سنت ہے تو مراد

اس سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اور وہ حدیث برفوع کے حکم میں ہوتی

ہے۔ حنفیوں کے مشہور علامہ محمد عبدالعلی مدنی اسی رقمطراز ہیں :- ”تلا علی قاری نے کشف

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں، سُنّتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہی ہے کہ اعتکاف نہیں ہوتا مگر جامع مسجد میں۔
 ○ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَا أُعْتَكِفُ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ
 (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۹۱)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اعتکاف نہیں ہوتا مگر جامع مسجد میں۔
 الحاصل :- اہم میں کوئی شک نہیں کہ اماں عائشہ صدیقہؓ کے فرمان کو اصول حدیث کی رو سے بالاتفاق متحدین عظام مرفوع حدیث کا درجہ حاصل ہے جیسا کہ حاشیہ میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ ”نہیں اعتکاف مگر جامع مسجد میں“ جامع مسجد وہ ہے کہ جس میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت کا اہتمام ہو۔ پس ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا مسنون ہے۔

الْبَيْهَقِيُّ فِي شَرْحِ الْمَوْثُورِ فِي لُغَاةٍ: الصَّحَابِيُّ إِذَا قَالَ: السُّنَّةُ: يُجْمَلُ عَلَى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْرَاقُ لَدُنِّي شَرْحُ سَلَمٍ فِي لُغَاةٍ: إِذَا قَالَ: الصَّحَابِيُّ: أَمْرُنَا بِكَذَا أَوْ نَهْيُنَا عَنْ كَذَا أَوْ مِنْ السُّنَّةِ كَذَا فَكُلُّهُ مَرْفُوعٌ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ الَّذِي قَالَهُ الْجَمَاهِيرُ مِنْ أَصْحَابِ الْفُتُوحِ: يَعْنِي جَيْدُكَ صَحَابِيٌّ: أَمْرُنَا بِكَذَا يَا نَهْيُنَا عَنْ كَذَا يَا مِنْ السُّنَّةِ كَذَا: پس ہر ایک ان تینوں قسموں کے الفاظ سے حدیث مرفوع ہے مذاہب صحیح پر کہ جس کے قائل ہیں تمام لوگ اصحابِ فتوح۔ (ضمیمہ فتح البین ص ۴۱۶) اور ایسے ہی علامہ عینی صنفی فرماتے ہیں: قَوْلُ الصَّحَابِيِّ مِنَ السُّنَّةِ حُكْمُهُ الْمَرْفُوعُ عَلَى الْقَوْلِ الصَّحِيحِ قَالَهُ شَيْخُنَا زَيْنُ الدِّينِ (عمدة القاری ج ۳ ص ۴۱۶)

اُمّہات المؤمنین کا مسجد میں اعتکاف

○ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يُعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يُعْتَكِفَ إِذَا أُخْبِيَةٌ خِبَاءٌ عَائِشَةَ ، وَخِبَاءٌ حَفْصَةُ ، وَخِبَاءٌ زَيْنَبُ ، فَقَالَ الْبَرُّ لَقَوْلُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يُعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ . (بخاری ج ۱ ص ۲۷۲ کتاب الاعتکاف ، باب الاخیة فی المسجد واللفظ) ، مسلم ج ۱ ص ۳۷۱

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب مسجد میں اعتکاف کی جگہ پر پہنچے تو وہاں کئی خیمے لگے ہوئے دیکھے، یہ خیمے حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت زینب (رضی اللہ عنہن) کے خیمے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اس میں ان کی نیکی سمجھتی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے اور اعتکاف نہیں بیٹھے۔ یہاں تک کہ شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا۔

○ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے میں آپ کے لیے (مسجد میں) خیمہ لگا دیتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اکیس رمضان کو) نماز فجر کے بعد اس میں تشریف لے جاتے۔ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے (اپنے لیے) خیمہ لگانے کی اجازت مانگی انہوں

نے اجازت دے دی تو حضرت حفصہؓ نے بھی (مسجد میں اپنے لیے) ایک خیمہ لگا لیا۔ جب حضرت زینبؓ نے دیکھا تو انہوں نے بھی خیمہ لگا لیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح (کی نماز پڑھ کر) اتنے خیمے دیکھے تو فرمایا یہ خیمے کس لیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے ان کی نیکی سمجھتی ہو (یعنی یہ تو تم دیکھا دیکھی کر رہی ہو) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے اعتکاف چھوڑ دیا۔ اور پھر ثوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ (بخاری ج ۲، ص ۳۱۴)

حافظ ابن حجرؒ اور علامہ علیؒ کا فیصلہ

شراح بخاری امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ اور علامہ محمود بن احمد عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ رقمطراز ہیں۔

”وَفِيهِ أَنَّ الْمَسْجِدَ شَرْطٌ لِلْإِعْتِكَافِ لِأَنَّ النِّسَاءَ شَرَعَ لَهُنَّ الْإِحْتِجَابَ فِي الْبُيُوتِ فَلَوْلَمْ يَكُنِ الْمَسْجِدُ شَرْطًا مَا وَقَعَ مَا ذَكَرَ مِنَ الْإِذْنِ وَالْمَنْعِ وَلَا كُنْتُمْ لَهُنَّ بِالْإِعْتِكَافِ فِي مَسَاجِدِ بُيُوتِهِنَّ۔“

(فتح الباری ج ۴ ص ۳۲۵، عمدة القاری ج ۵ ص ۳۸۰)

مذکورہ بالا حدیث صحیحہ اور اس کی شرح سے روزہ روشن کی طرح عیاں ہے کہ صحت اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو مسجد میں اعتکاف کی اجازت ہی نہ دیتے،

کیونکہ عورتوں کو تو گھروں میں بھی چہرہ دے کا حکم ہے۔ پس اگر صحتِ اعتکاف کے لئے مسجد میں ٹھہرنا شرط نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کو کبھی بھی مسجد میں اعتکاف کی اجازت نہ دیتے۔ اور نہ پھر ان کے طہیز عمل کی بنا پر انہیں منع ہی کرتے، بلکہ فرماتے کہ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تم اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھو۔

امام نوویؒ کا فیصلہ

شارح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی المتوفی ۶۷۶ھ رقمطراز ہیں:

وَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ أَنَّ الْإِعْتِكَافَ لَا يَصِحُّ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَهُ وَأَصْحَابَهُ إِنَّمَا اعْتَكَفُوا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْمَشَقَّةِ فِي مُلَازِمَتِهِ فَلَوْ جَازَ فِي الْبَيْتِ لَفَعَلُوهُ وَلَوْ مَرَّةً لَا سِيَّمَا النِّسَاءُ لِأَنَّ حَاجَتَهُنَّ إِلَى الْبُيُوتِ أَكْثَرُ، وَهَذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنْ اخْتِصَاصِهِ بِالْمَسْجِدِ وَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي غَيْرِهِ هُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَابْنِ حَزْمٍ وَدَاوُدَ وَالْجُمْهُورِ سَوَاءً الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ.

(نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

یعنی یہ احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اعتکاف مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ صحیح نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام مسجد ہی میں اعتکاف کیا کرتے تھے حالانکہ مسجد کے التزام میں کافی وقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اگر گھر کی مسجد میں

اعتکاف جائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ ایک دفعہ ایسا ضرور کرتے۔ خاص طور پر عورتیں تو گھروں میں اعتکاف کرتیں، کیونکہ مردوں کی بہ نسبت عورتیں گھروں میں اعتکاف کی زیادہ ضرورت مند تھیں۔

اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ صحت اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ اعتکاف بھی نہیں ہے۔ یہ امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمدؒ امام داؤدؒ اور جمہور محدثین عظامؒ وغیرہم کا مذہب ہے۔ اس میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلَمَہُ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ مسجد میں اعتکاف

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اِعْتَكَفْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِّنْ اَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةً فَكَانَتْ تَرَى الْحِمْرَةَ وَالضُّفْرَةَ قَرِيبًا وَصَنَعْنَا الطُّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ نَصْلِيَّةٌ۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۷۳ باب اعتکاف المستحاضة)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بیویوں میں سے ایک عورت (سنن سعید بن منصور کی روایت کے مطابق حضرت ام سلمہؓ) نے حالت استحاضہ میں اعتکاف کیا۔ اسے کبھی سُرخ اور کبھی زرد خون آتا تھا۔ اور (خون کی کثرت کی وجہ سے) بسا اوقات، ہمیں اس کے نیچے طباق رکھنا پڑتا تھا اور وہ اس

حالت میں ہی نماز ادا کرتی تھیں۔

www.KitaboSunnat.com

الحاصل :- مذکورہ بالا حدیث صحیحہ سے درج ذیل تین فوائد

سامنے آتے ہیں :-

۱۔ مرد کی طرح عورت بھی مسجد ہی میں اِعتِکاف کرے۔

۲۔ مستحاضہ عورت بھی مسجد میں اِعتِکاف کر سکتی ہے۔

۳۔ اگر عورت کے لئے گھر میں اِعتِکاف کرنا افضل یا جائز ہوتا تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیمار بیوی کو بالخصوص ایسا کرنے کا حکم ضرور دیتے۔

یہ حدیث الہدیث کے موقف کی ایسی ٹھوس اور واضح دلیل ہے، کہ

جس کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ بہر حال اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ کا

شوق عبادت، ان کا مستحاضہ ہونا، اس مرض کے باوجود ان کا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں اِعتِکاف کرنا اس بات کا بین ثبوت

ہے کہ عورت کا اِعتِکاف بھی گھر میں نہیں بلکہ مسجد ہی میں ہوگا۔

مذکورہ حدیث کے ذیل میں عون المعبود ج ۲ ص ۳۱۱ اور شیل الاوطار

ج ۴ ص ۱۵۱ پر مرقوم ہے :-

"وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ مَلَكَتِ الْمُسْتَحَاضَةِ فِي الْمَسْجِدِ، وَصَحَّةِ

اِعْتِكَافِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَجَوَازِ حَدِّثِهَا فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ اَمْنِ

التَّلَوِيْثِ، وَيُلَيِّقُ بِهَا حَاقِئُ الْحَدِّثِ وَمَنْ يَهْجُحُ لَيْسَلُ اتَّقَى۔

یعنی یہ حدیث چار مسائل کی دلیل ہے: اول یہ کہ مستحاضہ عورت

مسجد میں قیام کر سکتی ہے۔ دوم یہ کہ مستحاضہ عورت کا مسجد میں

اعتکاف صحیح ہے۔ سوّم یہ کہ مستحاضہ کی نماز بھی صحیح ہے۔ چہاں تم
یہ کہ عورت کا مسجد میں بے وضو ہونا بھی جائز ہے جبکہ تکوین کا فطرہ
نہ ہو اور دائم الحدیث اور جس کا خون رستا رہتا ہو وہ بھی اسی قبیل
سے ہیں۔

حاصل کلام۔ سطور بالا میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور
ان کی شرح سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح سے واضح تر ہو گیا
ہے کہ معتکف کے لئے مسجد شرط ہے۔ اس میں مرد اور عورت دونوں برابر
ہیں۔ لہذا عورتوں کا اعتکاف بھی مسجد ہی میں صحیح ہے گھر میں صحیح نہیں۔
جیسا کہ ائمہات المؤمنینؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی
میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی مسجد ہی میں اعتکاف کیا۔

علامہ آحناف کا یہ کہنا کہ عورتوں کا اعتکاف گھر میں ہوگا۔ مساجد میں
نہیں، یا عورت کے لئے اپنے گھر میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔
یہ صرف ان کا قیاس ہے جو بالکل غلط اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے
سراسر خلاف ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین

اختتام اعتکاف۔ جب شوال کا چاند نظر آجائے تو معتکف کا
اعتکاف ختم ہو گیا۔ اب وہ معتکف (اعتکاف گاہ) سے باہر نکل کر گھر روانہ
ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ حقیر نذرانہ بارگاہِ الہی میں قبول ہو
آج کل رواج ہو گیا ہے کہ معتکف کو بڑے اہتمام کے ساتھ نکالتے ہیں،
لوٹوں اور پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور باقاعدہ جلوس کی شکل میں اسے گھر

چھوڑ کر آتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ یہ تمام باتیں غیر شرعی ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں
ان سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے۔

شب قدر کی فضیلت

لَسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ
الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ
خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنْزِيلُ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ
فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ○ سَلَامٌ تَفْهِي
حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے ○ اور تم کیا
جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ ○ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ
بہتر ہے ○ فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم
لے کر اترتے ہیں ○ اور وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع
غربتک ○

لے : یہاں پر فرمایا گیا ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو شب قدر میں نازل کیا اور سورہ بقرہ کی
۱۸۵ میں ارشاد ہوا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ يَعْنِي رَمَضَانَ
وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ اور سورہ دخان کی آیت ۴ میں ارشاد ہے
إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبْرَكَةٍ کہ ہم نے اسے ایک برکت والی رات میں نازل کیا
الحاصل : قرآن مجید ماہ رمضان میں برکت والی رات شب قدر میں نازل ہوا ہے۔

شان نزول: مفسر قرآن امام اسماعیل بن کثیر دمشقی المتوفی ۷۴۸ھ

فرماتے ہیں:

○ ابن ابی حاتم میں ہے کہ: حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جو ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ تو مسلمانوں کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ لیلۃ القدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔

○ ابن جریر میں ہے کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ساری رات قیام کرتا تھا، اور سارا دن دشمنانِ دین سے جہاد کرتا تھا۔ ایک ہزار مہینے تک اس کا یہ عمل جاری رہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اس امت کے کسی شخص کا صرف لیلۃ القدر کا قیام اس عابد کی ایک ہزار مہینے کی اس عبادت سے افضل ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم ج ۴ ص ۵۲۰)

شب قدر کی وجہ تسمیہ

پہلا معنی: قدر کا ایک معنی تو بعض مفسرین کرامؒ نے تقدیر کا لیا ہے۔ یعنی یہ وہ رات ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ تقدیر کے فیصلے نافذ کرنے کے لئے فرشتوں کے

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق یہ ہے کہ اس رات پورا قرآن حائل وحی فرشتوں کے حوالے کر دیا گیا۔ اور پھر حالات و واقعات کے مطابق وقتاً فوقتاً ۲۳ سال کے دوران حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی آیات اور سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے رہے۔
(تفسیر ابن جریر۔ ابن ابی حاتم، ابن مرددویہ، ابن کثیر)

سپرد کر دیتا ہے اس کی تائید سورہ وُفان کی آیت نمبرہ (فَبِمَا يُفَرِّقُ
كُلَّ أَمْرٍ حَكِيمٌ، اس رات میں ہر معاملہ کا حکمانہ فیصلہ صادر کر دیا جاتا
ہے) سے بھی ہوتی ہے۔

یہی اس رات میں تمام مخلوقات کے لیے جو کچھ تقدیر اندلی میں لکھا ہے
اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے
والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور
تنفیذ امور کے لیے مامود ہیں۔ اس میں ہر انسان کی عمر اور موت اور رزق
اور بادش و غیرہ کی مقداریں، مقررہ فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔
یہاں تک کہ جس شخص کو اس سال میں رُج نصیب ہوگا وہ بھی لکھ دیا جاتا
ہے۔ اور یہ فرشتے جن کو یہ امور سپرد کیے جاتے ہیں بقول حضرت عبداللہ
بن عباسؓ چار ہیں۔ اسرافیل۔ میکائیل۔ عزرائیل اور جبرائیل علیہم السلام۔

(المجامع لاحکام القرآن)

دوسرا معنی یہ۔ اور قدر کا دوسرا معنی عظمت و شرف کا بھی ہے اس طرح سے اس کا
معنی ہے عظمت اور فضیلت والی رات۔ اس معنی کی تائید مذکورہ سورت کی
اس آیت لَيْلَةُ الْقَدْرِ حَيُّ مِّنَ اللَّيْلِ شَهْرٌ (شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھتی
ہے) سے بھی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اس رات کو لیلۃ القدر اس لیے کہا
جاتا ہے کہ جس شخص کی اس سے پہلے اپنی بے علی کے سبب کوئی قدر و
منزلت نہ تھی، اس رات میں توبہ و استغفار اور عبادت کے ذریعے وہ
ہزار مہینے سے بھی زیادہ ثواب حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب

قدر و منزلت بن جاتا ہے۔

الحاصل :- قدر کے مذکورہ دونوں معنی صحیح ہیں اور لفظ قدر ان دونوں معنوں کو شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات تمام مخلوقات کی تقدیر کے فیصلے جن کا نفاذ آئندہ سال ہونے والا ہے وہ لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ امور کے لئے مامور ہیں۔ اسی لئے تو اس رات کی یہ عظمت ہے کہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی اس رات میں عبادت کرنا، ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ بہتر رکھتا ہے۔

شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحْتَ وَكِيلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوُسْطَى مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّلِ

مِنْ نَمَصَاتٍ - (بخاری ج ۱ ص ۲۵۰، ترمذی ج ۱ ص ۱۴۲، سنن

کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۳۰۸، الجامع ج ۷ ص ۲۷۱ والفظلہ مصنف ابن ابی شیبہ

۱۱ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری

عشرہ کی طاق راتوں (۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹) میں تلاش کرو۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی طرف سے اس ایک رات کا تعین نہیں کیا گیا۔ شاید اس لئے کہ اس

رات کی فضیلت سے فیض حاصل کرنے کے شوق میں لوگ زیادہ سے زیادہ

راتیں عبادت میں گزاریں اور کسی ایک رات پر اکتفا نہ کریں۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ

شبِ قدر میں عبادت کا ثواب

○ اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو سورۃ القدر میں بیان ہوئی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں (یعنی ۸۴ سال

۴ مہینے) کی عبادت سے بہتر ہے۔ پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں، کتنی بہتر ہے، دو گنی، دس گنی، سو گنی وغیرہ سبھی احتمالات ہیں۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاجْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(بخاری مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص لیلۃ القدر کا قیام ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کرے گا اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت جبریل علیہ السلام اور سدرۃ المنتہیٰ پر مقیم دوسرے تمام فرشتے اس رات عبادت کرنے والے کے حق میں رحمت و مغفرت کی خصوصی دعائیں کرتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام تو اس رات عبادت کرنے والے مومنوں سے مصافحہ بھی کرتے ہیں جس کی نشانی یہ ہے دل نرم پڑ جاتے ہیں، آنکھیں بہہ نکلتی ہیں اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم ص ۳۷۵)

شبِ قدر کے ثواب سے محروم رہنا بڑی بے نصیبی ہے،
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب
رمضان المبارک کا آغاز ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا: **إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَصَرَكُمْ، وَفِيهِ كَيْلَةُ خَيْرٍ**
مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِّنْ حُرِّمَهَا فَقَدْ حُرِّمَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، وَلَا
يُحْرَمُ خَيْرُهَا إِلَّا كُلُّ مُحْرَمٍ۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۲۰، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۳)

یعنی بے شک یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اور اس میں ایک رات
ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ جو شخص اس رات میں عبادت نہ کر
کے اس کے ثواب سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر سے محروم رہا۔ اور
اس کی خیر سے بے نصیب شخص ہی محروم رہتا ہے۔
(اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّيْن)

شبِ قدر میں خصوصی دعاء

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ!
صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جان لوں کہ شبِ قدر کون سی رات ہے؟ تو
میں اس میں کیا دعاء مانگوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ دعاء مانگنا۔ **اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي،**
یعنی اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے والے کو پسند
فرماتا ہے سو مجھے معاف فرمادے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۰۸، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۲)

صدقۃ الفطر کے ضروری مسائل

وجہ تسمیہ۔ فطر کا معنی ہے روزہ کھولنا، یا روزہ ترک کرنا، چونکہ رمضان المبارک کے روزے پورے کرنے کے بعد ان کے ترک پر صدقہ دیا جاتا ہے اس لیے اسے صدقۃ الفطر کہا جاتا ہے۔

صدقۃ الفطر کی فرضیت :- رمضان المبارک کے اختتام پر صدقۃ الفطر ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ، عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۰۳، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور یا جو کا ایک صاع صدقۃ الفطر، مسلمانوں کے ہر غلام، آزاد مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر فرض قرار دیا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ نازعید کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں۔

ایک یہ کہ صدقۃ الفطر کو زکوٰۃ الفطر سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے لیے فرض کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سو یہ دونوں چیزیں اس کی فرضیت پر دال ہیں۔

دوسری بات یہ کہ صدقۃ الفطر عید کی نماز کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے

پہلے ادا کر دیا جائے۔ اور۔۔ تیسری بات یہ کہ صدقۃ الفطر ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، چاہے امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت۔

صدقۃ الفطر کا مقصد :- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، فَرَضَ رَسُولُ

اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنْ اللّٰغِ

وَالزَّفَةِ وَطَعْنَةٍ لِلنَّاسِ كَيْنٍ، (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے صدقۃ الفطر فرض قرار دیا ہے، اس سے روزے دار کے

روزے کو بیہودہ کوئی اور فتنہ کلامی سے پاک کرنا ہے، اور غلام و

مساکین کی خوراک (دو دیگر ضروریات) کا انتظام ہے۔

فائدہ :- اس حدیث میں صدقۃ الفطر کے دو مقصد بتلائے گئے ہیں۔

ایک یہ کہ روزہ کی حالت میں باوجود سعی و کوشش کے بقاضائے بشریت

اگر کچھ انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ارتکاب ہو گیا ہو تو اس سے ان کی تلافی

ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ جو نادار اور مفلس لوگ خاص اہتمام کر کے اس فتنہ کو

کی مسترتوں میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس صدقے کے

ذریعے ان سے تعاون کر کے انہیں بھی اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ عید کا یہ

اضافی خرچ اس طرح برداشت کر لیں اور زیر بار ہوئے بغیر عید کی مسترتوں میں

شریک ہونے کے بجائے کچھ نہ کچھ اہتمام کر سکیں۔

صدقۃ الفطر ادا نہ کرنے سے روزے قبول نہیں ہوتے

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَلَا يُرْفَعُ إِلَّا بِزَكَاةٍ الْفِطْرِ - (رواه ابن حنبل في فضائل رمضان،

وقال: حديث غريب جيد الاستاد، الترغيب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۲)

یعنی حضرت جعفر بن رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان المبارک کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق (لٹکے) رہتے ہیں۔ اور جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے مقبول نہیں ہوتے۔

غریب بھی صدقہ فطر ادا کریں

آخاف کے نزدیک صدقہ فطر صرف ان لوگوں پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہوں، لیکن حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صدقے کی ادائیگی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے چاہے امیر ہو، یا غریب، کیونکہ ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کی تطہیر کا باعث بتلایا ہے اور روزوں کی تطہیر امیر و غریب دونوں کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ میں اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے ان میں کوئی ایسی چیز نہیں جن سے امیر و غریب کے درمیان اس مسئلے میں فرق کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ تیسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں بھی فرمایا کہ ہر شخص

صدقہ فطر ادا کرے۔ وغریب ہو یا فقیر۔

”غنی کا تو اس طرح تزکیہ ہو جائے گا، اور غریب کو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ واپس لوٹا دے گا جو وہ ادا کرے گا“ جیسا کہ ابو داؤد ج ۱ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰ میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بایں الفاظ مذکور ہے۔ ”أَمَّا غَنِيَّتُكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللَّهُ، وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ فَيُزِدُّ اللَّهُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا آعَطَاهُ۔“

اس لیے عزباء کو بھی اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق، اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے تاہم کوئی بالکل ہی غریب ہو اور کسی ایسی جگہ رہائش پذیر ہو کہ جہاں اسے دیگر مسلمانوں کی طرف سے تعاون نہ ملے تو اس کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔ یا پھر وہ نصف صاع ادا کر دے، شاید وہی اللہ تعالیٰ قبول فرمालے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

صدقہ فطر نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے

یہ صدقہ الفطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے قبل ادا کر دیا جائے۔

کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں :- وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ

خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ (بخاری ج ۱ ص ۲۰۴، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰) یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز عید کے لیے جانے سے پہلے اسے ادا کیا جائے۔ دوسری روایت اس طرح جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔ قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِتَصِيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطَعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ آذَاهَا قَبْلَ

الْفَلَوَةُ فِي زَكَاةٍ مَّقْبُولَةٍ، وَمَنْ آذَاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ

مِنَ الصَّدَقَاتِ۔ (البداء ج ۱ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کے روزے کو بھوڑا
گوئی اور غش کلامی سے پاک کرنے کے لئے اور عزباء و مساکین کی خوراک
مہیا کرنے کے لئے صدقۃ الفطر فرض کیا ہے (یہ دوسرا مقصد اسی وقت
حاصل ہوتا ہے جب عید سے ایک دو روز قبل ہی عزباء کو یہ صدقہ
پہنچ جائے) پس جس شخص نے نماز عید کے لئے جانے سے قبل اسے
ادا کر دیا اس کا صدقہ مقبول ہے۔ اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا
(تو اس طرح صدقہ الفطر ادا نہ ہوگا) بلکہ یہ عام صدقات کی طرح ایک
صدقہ ہوگا۔

صدقۃ الفطر کس مجلس سے ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر ہر اس غلے سے دیا جاسکتا ہے جو انسان بطور خوراک استعمال
کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں گہیوں، چنے، جو، مکئی، باجرہ، جوار، چاول،
وغیرہ اجناس خوردنی ہیں اور لوگ انہیں بطور خوراک استعمال کرتے ہیں، لہذا
ان میں سے جو جنس جو شخص زیادہ استعمال کرتا ہے اس سے صدقۃ الفطر ادا کر
سکتا ہے۔

مقدار صدقۃ الفطر: صحیح مذہب کی رو سے صدقۃ الفطر کی مقدار

ایک صاع مجازی ہے جس کا وزن آج کل کے حساب سے دو سیر
گیارہ چٹانک ہے جو کہ رائج الوقت کلو گرام کے پیمانے کے مطابق حساب

اڑھائی کلو گرام بتا ہے۔ ایک مسلک نصف صاع کا بھی ہے لیکن راجح احادیث صحیحہ کی رو سے ایک ہی صاع ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے دور میں بعض صحابہؓ نے اپنے قیاس سے جب نصف صاع تجویز کیا تو بعض دوسرے صحابہ کرامؓ نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ اور اس عزم کا اعلان کر دیا کہ وہ ایک ہی صاع ادا کرتے رہیں گے (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۷) دراصل نصف صاع کے اثبات میں کچھ روایات واحادیث آئی ہیں۔ ان میں سے کوئی حدیث بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی جیسا کہ امام بیہقیؒ

نے صراحت کی ہے۔ (سنن کبیری بیہقی ج ۲ ص ۱۴۰)

قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس صدقۃ الفطر ادا کرنے کے لیے غلہ موجود نہ ہو یا جو شخص مستحق اس کے سامنے ہو وہ غلے کی بجائے دیگر ضروریات کا حاجت مند ہو تو دونوں صورتوں میں غلے کی بجائے اس کی قیمت دی جاسکتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ قیمت اسی غلے کے اعتبار سے دی جائے گی جو انسان استعمال کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص دیسی گندم استعمال کرتا ہے تو اس حساب سے دوسیر اچھاٹک یعنی اڑھائی کلو گرام کی قیمت ادا کرے اور اگر ڈپلو کا آٹا استعمال کرتا ہے تو اس اعتبار سے ایک صاع کی قیمت ادا کرے۔ اس طرح سے ہر شخص اپنے تمام چھوٹے بڑے افراد خانہ کی طرف سے فی کس ایک صاع گندم یا آٹا کے حساب سے صدقۃ الفطر یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اس صدقے سے گھر کا کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔ شیرخوار بچے سے لے کر شیخ فانی تک سب کی طرف سے ادا کیا جائے۔ اسی طرح مسلمان غلاموں، نوکروں اور ماتحتوں کی طرف سے بھی ادا کیا جائے جو خود اس کی استطاعت

نہیں رکھتے اور آپ ان کی بیشتر ضروریات کے کفیل ہیں۔

صدقۃ الفطر کن لوگوں کو دیا جائے؟ صدقۃ الفطر کے اصل مستحق صرف غریب و مساکین ہیں، جیسا کہ (البداء ورجح) ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۰ کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ اس لئے مقامی اور باہل محلہ فقراء و یتامی و بیوگان اور مساکین ہی کو یہ صدقہ دیا جائے۔ ہاں کسی علاقے میں غریب و مساکین کا وجود نہ ہو تو پھر زکوٰۃ کے مصارف ثنائیہ میں سے کسی ایک مصرف پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ (ژاد المعاد ج ۱ ص ۱۵۱)

رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ کی آخری اور عید الفطر کی رات کی فضیلت

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عید الفطر کا چاند دیکھتے ہی عبادت کے خاص مواقع ختم ہو گئے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات کے ساتھ خود عید الفطر کی رات بھی عبادت کی رات ہے۔

○ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ عَفِيفَ لَهُمْ جَمِيعًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ
أَيُّ لَيْلَةٍ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ: لَا، أَلَمْ تَرَ إِلَى الْعَمَالِ يَعْمَلُونَ فَإِذَا
فَرَحُوا مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَفُتُّوا أَجُورَهُمْ۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۲، الجامع لشعب الایمان ج ۷ ص ۲۱۱ واللفظ لا)

یعنی جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے تو اشدان سب لوگوں

کی مغفرت فرما دیتا ہے (جو صبح کے وقت روزہ اور رات کو قیامِ رمضان کرتے ہیں اور تلاوتِ قرآن مجید، صدقہ و خیرات اور دیگر نیکیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے ہیں) جماعت صحابہؓ میں سے کسی ایک شخص نے عرض کی (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا یہ وہی رات لیلۃ القدر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مزدور کام کرتے رہتے ہیں پھر جب کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اس وقت ان کی مزدوری پوری دے دی جاتی ہے۔

○ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحْيَا لَيْلَةَ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةَ الْأَضْحَى، كَرُمِيَتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، والادسط، الترغیب ج ۲ ص ۱۵۳)

○ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا كَرُمِيَتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔ (ابن ماجہ ص ۱۲۸، الترغیب ج ۲ ص ۱۵۲)

یعنی حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص (ایمان اور) خلوص نیت سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی شب بیداری کرے گا اس کا دل اس دن مُردہ نہ ہوگا جس دن اُوروں کے دل مُردہ ہو جائیں گے ○ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

”مَنْ أَحْيَا اللَّيْلَ الْاُخْرَى، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ؛ لَيْلَةُ التَّرْوِيَةِ، وَلَيْلَةُ عَرَفَةَ، وَلَيْلَةُ النَّحْرِ، وَلَيْلَةُ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةُ التَّضَعُّعِ مِنْ شَعْبَانَ.“
(رواہ الامصغانی الترغیب ج ۲ ص ۱۵۲)

یعنی جو شخص ان پانچ راتوں کو عبادت کے لیے جاگے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ماہ ذی الحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرھویں شعبان کی رات :-

ضروری وضاحت :-

واضح ہو کہ عیدین کی رات میں عبادت کی مذکورہ روایتیں سند کے اعتبار سے گو ضعیف ہیں، جیسا کہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۹۸ اور ترغیب ج ۲ ص ۱۵۲ سے بھی ظاہر ہے، تاہم بعض محدثین کرامؒ کے طریقہ کے مطابق قابل عمل ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ کے آثار اور عمل سے بھی ان راتوں کی خصوصی اہمیت ثابت ہوتی ہے (قیام اللیل مروز ص ۱۱۰) اور امام اہل سنت امام محمدؒ بن ادریس شافعی المتوفی ۲۴۰ھ نے بھی دعاء کی قبولیت والی راتوں میں ان راتوں کو شمار کیا ہے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۳۱۹)

عید الفطر

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَلْيَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلْيُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمُ وَتَعْلَمُوا
تَشْكُرُونَ (سورة البقرة ۱۸۵)

تاکہ تم (ہجرتوں کی) گنتی پوری کرو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو
کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی، اور چاہیے کہ تم (اس کی نعمتوں پر)
شکر بجالاؤ۔

واضح ہو کہ اسلام میں عید کے نام پر سالانہ دو تہوار ہیں،
عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔

عید الفطر سلمہ میں مقرر ہوئی اور اس کا حکم مذکورہ آیت مبارکہ میں ہے
جس میں اس کی غرض و غایت بھی صرف دو جملوں میں بیان فرمادی گئی ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر۔

عید الفطر کی ابتداء۔

اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ
يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ، قَالُوا كُنَّا نَلْعَبُ
فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبَدَ لَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَهُ الْأَمْسِ وَيَوْمَهُ

الْفِطْرِ ؟ (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۹۴ ، نسائی ج ۱ ص ۱۸۸ ، البداؤد

ج ۱ ص ۱۶۸ واللفظ لہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۶)

”یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں کے دو دن کھیل کود کے لئے مقرر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، یہ دو دن کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں کھیل تماشا کیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلہ میں تمہیں ان سے بہتر دو دن عطاء فرما دیئے ہیں، عید الاضحیٰ اور عید الفطر“

قابضہ جلیلہ ۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ ایام جاہلیت کے تہوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کر کے ان کی جگہ مسلمانوں کے لئے سالانہ دو تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ مقرر کر دیئے ہیں۔ بس ان سالانہ دو عیدوں کے مسائل و احکام کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی خصوصیت رحمت، بخشش اور مغفرت کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

عید الفطر کی شرعی حیثیت ۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۵ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے اس سالانہ تہوار عید الفطر کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ دن اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمایا ہے، یہ شکار

اسلام ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ وصحابہ کرامؓ نے یہ نماز ہمیشہ پڑھی ہے اور پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو بھی اس نماز میں شرکت کے لئے بطور خاص تاکید فرمائی ہے، جیسا کہ بخاری شریف کتاب العیدین اور دیگر کتب احادیث میں مذکور ہے۔ البتہ اس کی فرمیت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ کوئی اسے واجب کہتا ہے اور کوئی سنت مؤکدہ۔

(نودوی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۹۔ عون المعبود ج ۱ ص ۴۴۱۔ سبل السلام شواہد)

بلوغ المرام کتاب العیدین)

عید کا معنی۔

لفظ عید، عود سے مشتق ہے، اور عود کا معنی ہے پھرنا اور لوٹنا، عید کا نام عید اس لئے ہے کہ یہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں پر اپنی خصوصی رحمت، بخشش اور مغفرت لوٹاتا ہے۔ یعنی اہل ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق رمضان المبارک کے روزے رکھ کر اور نفعی عبادت، قیام رمضان، تلاوت قرآن مجید، ذکر الہی اور صدقہ و غیرت وغیرہ کمرے سال ماہینہ گزار دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے، ان سے راضی ہو کر نجات اور انعام و اکرام کے ادوے سے ان کی طرف رجوع فرماتا ہے۔

عید الفطر کے دن بشارت الہی۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ آدَسٍ، الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اِذَا كَانَ یَوْمُ عِیدِ الْفِطْرِ، وَقَفَتْ
اُمْلَ شَکْلَ عَلَیْ اَبْوَابِ الطَّرِیقِ، فَتَادُوا: اَعْدُوا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ
اِلٰی رَبِّ کَرِیْمٍ یَمِیْتُ بِالْخَیْرِ شَمَّ یُنِیْبُ عَلَیْهِ الْجَزِیْلُ، لَقَدْ
اَمَرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ، فَقُمْتُمْ، وَامَرْتُمْ بِصِیَامِ النَّهَارِ،
فَصُمْتُمْ وَاطْعَمْتُمْ رَبَّکُمْ، فَاقْبِضُوا جَوَائِزَکُمْ، فَاِذَا صَلَّوْا،
تَادَا مَنَادُ الْاِلَآءِ رَبَّکُمْ قَدْ عَفَّرَ لَکُمْ فَارْجِعُوا رَاسِلِیْنَ اِلٰی
رَبِّحَالِکُمْ، فَلَمَّا یَوْمُ الْجَائِزَةِ، وَیَسْمٰی ذٰلِکَ الْیَوْمُ فِی السَّمَاءِ یَوْمُ
الْجَائِزَةِ، فَقَالَ قَدْ عَفَّرْتُ لَکُمْ ذُلَّوْبَکُمْ کُلَّهَا۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، وفیہ جابر الجعفی، وثقہ الثوری وروی عنہ وهو مشعبہ

وضعه الناس وهو متروک - مع الزوائد ج ۲ ص ۲۰۱ - الترغیب ج ۲ ص ۱۵۳)

یعنی حضرت سید اپنے باپ اوس انصاریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ عید الفطر کے دن فرشتے راستوں کے اہم موڑوں پر کھڑے یہ اعلان
کرتے ہیں کہ مسلمانو! سویرے سویرے (عید کی نماز کے لیے)
اپنے کرم فرمانے والے رب کی طرف نکلو، جو احسان فرما کر نیکی
کی توفیق دیتا ہے۔ پھر اس پر بڑی جلا بھی عطاء فرماتا ہے یہیں
قیام رمضان اور صیام رمضان کا حکم دیا گیا۔ سو تم نے رمضان
کی رات کا قیام، اور دن کا روزہ رکھ کر اس کے حکم کی تعمیل کی۔
اور اس کی اطاعت میں لگے رہے، آج اللہ تعالیٰ کے انعامات

وصول کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز عید سے فراغت کے بعد پھر ایک اعلان ہوتا ہے، دیکھو تمہارے رب نے تمہاری سب کوتاہیاں اور گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اب بچے بن کر گھروں کو جاؤ، آج تقسیم الغامات کا دن ہے۔
عید الفطر کے مختصر مسائل و احکام۔

○ رمضان المبارک کے اختتام پر جب عید الفطر کا چاند دیکھیں تو چاند دیکھنے کی سنون دعاء اللہمَّ اَهِلَّ عَلَيْنَا يَا لَآئِمِينَ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللہ پڑھیں۔

یعنی اے اللہ! یہ چاند نکال ہم پر ساتھ امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

(تمذی ج ۱ ص ۱۸۳ ، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۱۳)

○ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے پر ایک مسلمان کی گواہی۔ اور عید کا چاند دیکھنے پر دو مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے۔ (تمذی ج ۱ ص ۱۴۸)

○ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۸۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شوال کا چاند دیکھتے ہی تکبیریں شروع کر دینی چاہئیں (چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، گھر میں باہر گلی کوچوں اور بازاروں میں عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے، عید گاہ میں بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے رہیں۔ تاکہ تمام درو دیوار بلکہ گلی اور راستے کی ہر چیز ہماری نیکی کی گواہ ہو جائے) جیسا کہ امام شافعیؒ کا فرقان ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۲ ص ۳۷۸ ، کتاب الاثم ج ۲ ص ۲۰۵)

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

(موسوی مصفیٰ شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۷۸)

اس کی دلیل مذکورہ آیت کے علاوہ اس حدیث ضعیف کا عموم بھی ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كَبِّرُوا أَهْلَكُمْ كَهَذَا الْكَبِيرِ" یعنی اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر، دلائل وسط بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۹۷،

الترغیب ج ۲ ص ۱۵۳)

○ جہور علماء کرام کہتے ہیں کہ تکبیریں عید کی نماز پڑھنے کے لئے گھر سے نکلتے وقت شروع کرنی چاہئیں۔ اور نماز پڑھنے تک اس کو جاری رکھیں۔ جیسا کہ امام نوویؒ نے وضاحت فرمادی ہے۔ (المجموع شرح منہج ج ۱ ص ۱۸۱) اس سلسلہ میں (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۷۹ میں) دو مرفوع حدیثیں بھی مذکور ہیں جو سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ البتہ صحابہ کرامؓ کا عمل بسند صحیح ثابت ہے۔

○ تکبیریں بلند آواز سے کہنی مستون ہیں (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۷۹)

○ تکبیر کے الفاظ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (سنن دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بسند حید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند ضعیف ثابت ہیں (سبل السلام شرح بوغ المرام)

○ عید کے دن غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور خوشبو کا استعمال مستحب ہے

(سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۷۸، مسنن مصنفی شرح موطا ص ۱۷۸)

○ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر گھر سے نکلنا سنت ہے۔

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۶)

○ عید الفطر کی صبح کو طاق کھجوریں کھا کر عید گاہ کو جانا سنت ہے۔

(بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۶)

○ عید کے دن مسلمانوں کو صدقہ و خیرات کرنے کا حکم ہے۔

(بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

○ نماز عید کے لئے پیدل جانا سنت ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۹)

○ اور واپسی پر راستہ پر لٹا بھی مسنون ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳۴، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۶)

○ عائشہ عورتیں بھی عید گاہ جائیں نماز سے الگ رہیں اور دُعا میں شامل

ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳۴، مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

○ نماز عید آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھنی سنت ہے۔

(لاد المعاد ج ۱ ص ۴۴۱)

○ بارش کی وجہ سے نماز عید مسجد میں پڑھنی جائز ہے۔

(الحداد ج ۱ ص ۱۶۴، ابن ماجہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۷)

○ نماز عید کے لئے نہ اذان ہے اور نہ اقامت (مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

○ عید الفطر کی نماز، عید الاضحیٰ کی نسبت، ذرا دیر سے پڑھنی چاہیئے۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۷)

○ عید کی نماز سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

○ (عید کی نماز پڑھنے سے پہلے وعظ کرنا بدعت ہے) خطبہ نماز کے بعد مسنون ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

○ جو شخص جماعت کے ساتھ عید کی نماز نہ پڑھ سکے تو وہ اکیلا پڑھ لے

○ عید کی وجہ سے آپس میں گلے ملنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

○ عید کی نماز کے بعد قبرستان کی زیارت کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

○ عید کے دن آپس میں مل کر عید کی مبارک باوی، تَقَبَّلَ اللہُ مِنَّا وَ مِنَّاكَ (یعنی اللہ تعالیٰ ہم تم سب سے قبول فرمائے) کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۳۱۹، طبرانی کبیر و الجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۰۶)

○ عید کے دن دو رکعت نماز واجب یا سنت مؤکدہ ہے اور خطبہ مسنون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدینؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے یہ نماز ہمیشہ پڑھی ہے اور پڑھنے کا حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بھی اس نماز میں شرکت کی بطور خاص تاکید فرمائی ہے۔ (بخاری، مسلم، سنن کبریٰ بیہقی اور دیگر کتب حدیث)

○ نماز عید کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ اور سننے بغیر عید گاہ سے نہیں اٹھنا چاہیے۔ (موطا امام مالک ج ۲)

○ عید کی نماز دو رکعت ہے پہلی رکعت میں (تکبیر تحریمہ کے علاوہ) سات تکبیریں قرائت سے پہلے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قرائت سے پہلے مسنون ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۶)

○ عید کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ قاف اور دوسری میں سورۃ قمر یا پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری میں غاشیہ پڑھنی مسنون ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۲۹۱ و ج ۱ ص ۲۱۸)

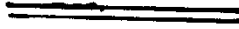
○ عورتوں کے لئے بھی خطبہ سننا اور صدقہ و خیرات کرنا ضروری ہے۔

(مسلم، نسائی، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۷)

○ عید گاہ میں منبر لے جانا اور نماز سے پہلے خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

(مسلم، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۷)

○ جمعہ کی طرح عیدین کے بھی دو خطبے ہیں (ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۳)



عید اور جمعہ کا اجتماع ہو جائے تو کیا جمعہ معاف ہے؟

جب عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو عید پڑھ لینے کے بعد مقامی لوگ جمعہ ضرور پڑھیں کیونکہ یہ فرض ہے۔ عید کے دن جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار صرف غیر مقامی لوگوں کو ہے۔ اگر ان کے لئے اس میں بڑی مشقت ہے کہ عید پڑھ کر وہ اپنے گھروں دیہاتوں میں جائیں اور اور جمعہ پڑھنے کے لئے پھر دوبارہ شہر آئیں۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جمعہ ترک نہیں کیا۔ بلکہ عید کی نماز پڑھ لینے کے بعد اعلان فرما دیا کہ ہم مقامی لوگ تو بلاشبہ بدستور جمعہ ضرور پڑھیں گے۔ پس جو شخص ہمارے ساتھ جمعہ پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے سو وہ جمعہ پڑھے، اور جو شخص اپنے اہل و عیال اپنے گھر دیہات میں جانا چاہتا ہے وہ جا سکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرِ وَجُمُعَةٍ، فَصَلَّى بِحِمْيَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ لِجَهْدِهِمْ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّا كُنَّا قَدْ أَصَبْتُمْ خَيْرًا وَاجْتَمَعْنَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَرْجِعْ.

داہن ماجہ ج ۱ ص ۹۳ ، الإداؤد ج ۱ ص ۱۶۰ ، سنن کبیری بیہقی ج ۳ ص ۳۱۸ ،

طبرانی کبیر بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۹۵ واللفظ لہ

ترجمہ اور مطلب

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں دو عیدوں ، عید الفطر اور جمعۃ المبارک کا اجتماع ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھانے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دوران خطبہ اعلان فرما دیا کہ اے لوگو! تم نے ہمارے ساتھ عید کی نماز پڑھ کر اچھا اجر حاصل کر لیا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ آج جمعہ بھی ہے جو فرض ہے جسے ہم مقامی لوگ تو بدلتور ضرور پڑھیں گے۔ غیر مقامی اگر جمعہ پڑھ کر اپنے گھروں کو واپس جانا چاہیں تو خیر، ورنہ وہ جمعہ پڑھے بغیر اپنے گھروں کی طرف جا سکتے ہیں۔ انہیں رخصت ہے۔ پھر اگر ان کے اپنے ہاں جمعہ ہوتا ہے تو وہاں پر جمعہ پڑھ لیں۔ ورنہ اپنے اپنے مقام پر غہر ضرور پڑھیں۔ انہیں یہاں پر پھر دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ بڑی مشقت ہے۔

انتباہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ عید بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے اور وہ شعار اسلام بھی ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اور خلفاء راشدینؓ و دیگر صحابہ کرامؓ نے یہ نماز ہمیشہ پڑھی ہے اور اس کے

پڑھنے کا حکم بھی دیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو بھی اس نماز میں شرکت کے لیے بطور خاص تاکید فرمائی ہے مگر یہ جمعہ سمیت پنج وقتہ نمازوں کی طرح فرض عین نہیں ہے۔ اسی لیے نہ اس کے لیے اذان ہے اور نہ اقامت، کیونکہ اذان اور اقامت جمعہ سمیت پنج وقتہ نمازوں کا خاصہ ہے۔ دیگر تمام سنت نمازوں کے لیے خواہ وہ باجماعت ادا ہوں اور ان کے خطبہ بھی شامل ہو، اذان اور اقامت ہرگز نہیں ہے لہذا اس صورت کے پیش نظریہ کیسے ممکن ہے کہ عید جو جمعہ کی طرح فرض عین بھی نہیں اور اس کی ادائیگی کا وقت بھی جمعہ سے مختلف ہے، خواہ مخواہ اس کی وجہ سے جمعہ جو فرض عین ہے اسے (مقامی لوگوں کے لیے بھی) کالعدم سمجھ لیا جائے، بلکہ دونوں کو اپنے اپنے وقت مقررہ پر ادا کیا جائے۔ عید کے دن جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار صرف غیر مقامی لوگوں کو حاصل ہے، جو اپنے گاؤں سے عید پڑھنے کے لیے شہر میں آئیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں تھا اور آج کل بھی کئی جگہ پر ایسا ہی ہے۔ پھر اپنے دیہات میں جائیں اور پھر جمعہ پڑھنے کے لیے دوبارہ شہر آئیں، اس طرح انہیں بڑی مشقت ہوگی اور ایسا ہر شخص کر بھی نہیں سکتا۔ اس لیے ایسے لوگوں کو جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ اگر بآسانی پڑھ سکیں تو ٹھیک ہے اور اگر نہ پڑھیں تو اپنے مقام پر نظر ضرور ادا کریں۔ اس کی معافی ہرگز نہیں ہے۔

نفلی روزے کی فضیلت

رمضان المبارک کے فرض روزے کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نفلی روزے بھی رکھے ہیں یہ روزے بھی اہل ایمان کی روحانی اصلاح کرتے ہیں۔ اور بڑے ثواب کا موجب ہیں۔

واضح رہے کہ نفلی روزے کی نیت فرض روزے کی طرح صبح صادق سے پہلے ضروری نہیں بلکہ (ذوال بے قبل) دن کے کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ اور نفلی روزہ دن کے کسی وقت بھی افطار کیا جاسکتا ہے۔ (مسلم ص ۳۶۲، مشکوٰۃ ص ۱۸۱ ج ۱)

نیز نفلی روزہ رکھ کر جب چاہیں افطار کر سکتے ہیں۔ اس کا کوئی کفارہ نہیں اور نہ ہی قضا ضروری ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی، دارمی، مسند احمد، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۸۱، ج ۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَا عَدَّ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

(مسلم ص ۳۶۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ ج ۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ (اس روزہ کی

بدولت، اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور کر دے گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور دوزخ کی آگ کے درمیان آسمان وزمین کی مسافت کے برابر خندق بنا دیتا ہے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱)

مسنون نفل روزے

سؤال کے چیم | عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔

(مسلم ص ۳۶۹ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ ج ۱)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے چھ روزے شوال کے رکھے تو وہ ہمیشہ (سارا سال) روزے رکھنے کی مانند ہوگا۔

ضروری وضاحت | واضح ہو کہ شوال کے چھ مسنون روزوں کے متعلق فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

وَيَكْرَهُ الصَّوْمَ سِتَّةَ شَوَّالٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ مَتَّفِقًا
كَانَ أَوْ مُتَّابِعًا۔ یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک چھ روزے

سوال کے مکروہ ہیں، خواہ وہ پے درپے ہوں خواہ الگ الگ ہوں۔
 فقہ حنفی کا قاعدہ ہے کہ جب لفظ "مکروہ" مطلق وارد ہو تو اس سے مکروہ حرام
 ہوتا ہے جیسا کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ
 "آپ جب یہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں تو اس سے آپ
 کی کیا مراد ہوتی ہے؟ تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا "التَّحْرِيمُ" یعنی
 حرام۔ (ہایہ ص ۱۴۲ ج ۲ بحوالہ حکم الذکر بالجہ ص ۲۰۲)

پس سوال کے چھ روزے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرام ٹھہرے، لیکن
 امام اعظمؒ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چھ روزوں کی بڑی فضیلت بیان فرما
 رہے ہیں۔

قارئین حضرات! فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے ہے۔ اور
 اس کے بالکل برعکس قول ابو حنیفہؒ بھی آپ نے پڑھ لیا ہے۔ اب دیکھیں آپ
 کی غیرت ایسانی کا تقاضا کیا ہے؟

خلافت حدیث، قول امام کو سر آنکھوں پر رکھتے ہو یا فرمان رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم کو یَسْلَمُوا تَسْلِمًا کے تحت آنکھوں سے لگا کر اس پر عمل
 کرتے ہو؟ ہمارا مشورہ تو یہ ہے۔

سے مصدقہ کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
 ادھر فرمان پیغمبر، ادھر گردن جھکائی ہو!
 یومِ عرفہ کا روزہ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا،

صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ
الَّتِي بَعْدَهُ (مسلم میں ۳۶۷ ج ۱، مشکوٰۃ میں ۱۵۱۷۹)

یعنی یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے روزے کے متعلق مجھے امید ہے کہ اللہ
تعالیٰ اس کے بدلے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے
گناہ بخش دے گا۔

نوٹ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حاجیوں کو عرفہ کے دن عرفات میں روزہ رکھنے سے منع
فرمایا ہے۔ (الوطاء میں ۳۳۸ ج ۱، مشکوٰۃ میں ۱۵۱۸۰)

محرم کے روزے | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ
الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ (مسلم میں ۳۶۸ ج ۱، مشکوٰۃ میں ۱۵۱۸۰)
یعنی درمضان المبارک کے بعد اللہ کے مہینہ محرم کے روزے افضل
ہیں اور فرض نماز کے بعد رات کی نماز (تہجد) افضل ہے۔

یوم عاشوراء کا روزہ | حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي
قَبْلَهُ۔ (مسلم میں ۳۶۷ ج ۱، مشکوٰۃ میں ۱۵۱۷۹)

یعنی یوم عاشوراء (دسویں محرم) کے روزے کے متعلق مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف کر دے گا۔

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دن کیا ہے؟ جس کا تم نے روزہ رکھا ہے، انہوں نے کہا یہ بہت بڑا دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی۔ اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا۔ ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(بخاری ص ۲۶۸، مسلم ص ۲۵۹، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

○ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا تو صحابہ غصے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایک ایسا دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو انشاء اللہ نویں

تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔ (مسلم ص ۲۵۹ ج ۱)

فائدہ جلیلہ | اس سے آفتاب نصف النہار کی طرح ہو یا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نیک کام میں بھی یہود و نصاریٰ کی مشابہت پسند نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے تو آئندہ سال دسویں محرم کے لئے نویں محرم کا روزہ رکھنے کا حکم کیا۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ جب محرم الحرام کا مہینہ آئے تو نویں اور دسویں محرم کے دو روزے رکھیں۔

ایام بیض کے روزے | (ایام بیض سے مراد چاندنی راتوں کے دن ہیں، یعنی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں، بیض صفت ہے لیالی (راتوں) کی، کہ ان راتوں میں چاندنی شروع ہوتی ہے۔)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثَلَاثٌ مِّنْ مَّكِّيِّ شَهْرٍ وَدَعَمَاضٌ إِلَى رَمَضَانَ فَمِلْذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ۔

(مسلم ص ۳۶۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۹ ج ۱)

یعنی رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے پورا سال روزے رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر جب تم دس سال بھر کے روزوں کا ثواب حاصل کرنے کے لئے، مہینہ میں تین روزے

رکھنے چاہو تو تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھو۔

(ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

سوموار اور جمعرات | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کا روزہ

کا روزہ رکھتے تھے، کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں (اس کی وجہ کیا ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **إِنَّ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ يَغْفِرُ اللَّهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ إِذَا هَاجَرَنِي يَقُولُ دُعُهُمَا صَافٍ يَصْطَلِحًا**، یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔ مگر ان دو شخصوں کو نہیں بخشتا جو آپس میں لڑے ہوئے اور ترک ملاقات کے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (مسند احمد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تُغْفَرُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ فَأَحِبَّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَارِعٌ**۔

(ترمذی ج ۱۵، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

سوموار اور جمعرات کے دن (لوگوں کے) اعمال (اللہ تعالیٰ کے سامنے) پیش کیے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال

اس صورت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔

ہفتہ اور اتوار | حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے

تھے۔ اور فرماتے: اِنَّهُمْ اَيَّوْمًا عِيْدٌ لِّلْمُسْلِمِيْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ

اَحْلِلَهُمْ۔ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

بلاشبہ (ہفتہ اور اتوار) دونوں دن مشرکین کی عید کے ہیں، میں ان کی مخالفت کرنا پسند کرتا ہوں۔

عورت اور نفلی روزہ | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنے خاوند کی

موجودگی میں (رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ) اس کی اجازت

کے بغیر کوئی نفلی روزہ نہ رکھے۔ (بخاری ص ۸۲، ۲ ج، ترمذی ص ۱۶۲ ج ۱)

نذر کا روزہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس نے کہا،

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس نے

ایک روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ

رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر کوئی قرض ہوتا

تو ادا کرتی؟ اس نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی

ماں کی طرف سے روزہ رکھ۔

رسم ص ۳۶۲ (۱۵)

روزہ دار کے پاس کوئی چیز کھانا کیسا ہے؟

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا کھانا کھا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلالؓ! کھانا کھاؤ، بلالؓ نے کہا میں روزہ سے ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلالؓ کا بہترین رزق جنت میں ہے۔

أَشْعَرْتُ يَا بِلَالُ! إِنَّ النَّاسَ لَيَسْبِحُ عِظَامَهُ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا آتَى عِنْدَهُ۔

اے بلال! تجھے علم ہے روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں، فرشتے اس کے لیے بخشش کی دعا کہتے ہیں، جب تک اس کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۱۸۱ ج ۱)

کون سے روزے رکھنے منع ہیں؟

○ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔

(بخاری ص ۱۲۴، مسلم ص ۱۳۶، مشکوٰۃ ص ۱۴۹ ج ۱)

○ ایام تشریق میں روزے رکھنے منع ہیں۔

(مسلم ص ۱۳۶، مشکوٰۃ ص ۱۴۹ ج ۱)

○ حاجی کو عرفات کے میدان میں یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کا روزہ رکھنا

منع ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

○ شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی، نسائی،

ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۴۳)

○ رمضان کی پیشوائی کا روزہ رکھنا منع ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۴۳ ج ۱)

○ صرف جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا جائز نہیں، اگر جمعہ کا نقلی روزہ رکھنا ہو تو ایک دن پہلے یا بعد بھی روزہ رکھے۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۴۹ ج ۱)

○ صرف ہفتہ کا اکیلا روزہ رکھنا منع ہے۔

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۸۰ ج ۱)

○ نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا منع ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۴۳ ج ۱)

○ سارا سال متواتر روزے رکھنا منع ہے۔ (مسلم ص ۱۳۵ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۴۳ ج ۱)

○ کسی عورت کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نقلی روزہ رکھنا منع ہے۔ (بخاری ص ۸۲ ج ۲، ترمذی ص ۱۳۳ ج ۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تحفہ رمضان کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْعَمَدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِنَا الْكَرِيْمِ ۝

اٰمِيْنَ ۝ ثُمَّ اُوْمِيْنَ ۝

ماخذ کتاب

کتابچہ ہذا کی تالیف و ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ قرآن مجید	تَنْزِيلُ مِنَ رَبِّ الْعَالَمِينَ	ہُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ
۲۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن	امام محمد بن جریر طبری	الستوری ۳۰۱ھ
۳۔ تفسیر ابن ابی حاتم	شیخ عبدالرحمن بن رازی	۳۲۶ھ
۴۔ تفسیر ابن مردودیہ	شیخ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی	۴۱۰ھ
۵۔ الجامع لاحکام القرآن	امام محمد بن احمد انصاری قرطبی	۶۶۱ھ
۶۔ تفسیر القرآن العظیم	امام اسماعیل بن کثیر دمشقی	۷۷۴ھ
۷۔ المفردات فی غریب القرآن	شیخ حسین بن محمد بن مفضل	۵۵۲ھ
۸۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن	شیخ فضل بن حسن طبرسی	۵۵۲۸ھ
۹۔ تفسیر مظہری	قاضی محمد شمس الدین دہلوی	۱۲۲۵ھ
۱۰۔ تفسیر ستاری	امام عبدالستار محدث دہلوی	۱۹۶۶ھ
۱۱۔ صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۱۲۔ صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری	۲۶۱ھ
۱۳۔ جامع ترمذی	امام محمد بن حسیں ترمذی	۲۷۹ھ
۱۴۔ سنن ابو داؤد	امام سلیمان بن اشعث سجستانی	۲۷۵ھ
۱۵۔ سنن نسائی	امام احمد بن حنبل نسائی	۳۰۲ھ
۱۶۔ سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید بن ماجہ	۲۷۳ھ
۱۷۔ موطا امام مالک	امام مالک بن انس	۱۸۰ھ

۱۸۔ مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ	۵۲۴۱ المتوفی
۱۹۔ صحیح ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبانؒ	۵۳۵۴ "
۲۰۔ صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہؒ	۵۳۱۱ "
۲۱۔ سنن کبریٰ بیہقی	امام احمد بن حنین بیہقیؒ	۵۴۵۸ "
۲۲۔ الجامع لشعب الایمان	امام احمد بن حنین بیہقیؒ	۵۴۵۸ "
۲۳۔ المعجم الكبير	امام سلیمان بن احمد طبرانیؒ	۵۳۶۰ "
۲۴۔ المعجم الصغير	امام سلیمان بن احمد طبرانیؒ	۵۳۶۰ "
۲۵۔ المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانیؒ	۵۳۶۰ "
۲۶۔ سنن دارقطنی	امام علی بن محمد دارقطنیؒ	۵۳۸۵ "
۲۷۔ مستدرک حاکم	امام محمد بن عبد اللہ المعروف حاکم نیشاپوریؒ	۵۴۰۵ "
۲۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ	۵۲۳۵ "
۲۹۔ قیام اللیل	امام محمد بن نصر مروزیؒ	۵۲۹۴ "
۳۰۔ مختصر قیام اللیل	امام احمد بن علی مقریزیؒ	۵۸۴۵ "
۳۱۔ موطا امام محمدؒ	امام محمد بن حسنؒ	۵۱۸۹ "
۳۲۔ شرح معانی الآثار	امام احمد بن محمد ازدی طحویؒ	۵۳۲۱ "
۳۳۔ سنن سعید بن منصور	امام سعید بن منصورؒ	۵۲۲۷ "
۳۴۔ سنن داری	امام عبد اللہ بن عبد الرحمن داریؒ	۵۲۵۵ "
۳۵۔ مسند ابویعلیٰ	امام احمد بن علی تمیمیؒ	۵۳۰۷ "
۳۶۔ مشکوٰۃ المصابیح	امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزیؒ	۵۷۴۳ "
۳۷۔ مجمع الزوائد	امام علی بن ابو بکر عیسیٰؒ	۵۸۰۷ "
۳۸۔ ترفیع ترمذی	امام عبد العظیم بن عبد القویٰ ترمذیؒ	۵۶۵۶ "

۳۹۔ بلوغ المرام	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی	المتوفی ۸۵۲ ھ
۴۰۔ الجامع الصغیر	امام عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی	۹۱۱ ھ
۴۱۔ المصابیح فی صلوة الترمذی	امام عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی	۹۱۱ ھ
۴۲۔ الحلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ صہبانی	۴۳۰ ھ
۴۳۔ فتح الباری	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ ھ
۴۴۔ عمدۃ القاری	امام محمود بن احمد عینی حنفی	۸۵۵ ھ
۴۵۔ قسطلانی	امام احمد بن محمد قسطلانی	۹۲۳ ھ
۴۶۔ نووی شرح مسلم	امام یحییٰ بن شرف نووی	۶۷۹ ھ
۴۷۔ شرح الزرقانی	امام محمد الزرقانی	۱۱۲۲ ھ
۴۸۔ عون المعبود	امام محمد شمس الحق عظیم آبادی	۱۳۲۹ ھ
۴۹۔ کشف المقفی	امام علی بن سلطان محمد القاری	۱۰۱۴ ھ
۵۰۔ مسوی مصفی	شیخ احمد بن عبدالرحیم دہلوی	۱۱۷۴ ھ
۵۱۔ سبل السلام	امام احمد بن علی بن محمد	۸۵۳ ھ
۵۲۔ لمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ ھ
۵۳۔ مرقاۃ المفاتیح	امام علی بن سلطان محمد القاری	۱۰۱۴ ھ
۵۴۔ المجموع شرح المہذب	امام یحییٰ بن شرف نووی	۶۷۹ ھ
۵۵۔ کتاب الائم	امام محمد بن ادیس شافعی	۲۰۴ ھ
۵۶۔ نیل الاوطار	امام محمد بن علی بن محمد شوکانی	۱۲۵۵ ھ
۵۷۔ تراجم المعاد	امام محمد بن ابوبکر المعروف ابن قیم	۷۵۱ ھ
۵۸۔ فقہ السنۃ	علامہ السید سابق	۷ ھ
۵۹۔ میزان الاعتدال	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی	۷۴۸ ھ

- ۶۰۔ غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی المتوفی ۵۶۱ ھ
- ۶۱۔ مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی حنفی حاشی ۱۰۳۳ ھ
- ۶۲۔ الہدیۃ مع الدلیۃ امام علی بن ابوبکر مرغینانی ۵۹۳ ھ
- ۶۳۔ فتاویٰ عالمگیری اورنگ زیب عالمگیر نے پانچصدی فقہاء سے مرتب کرایا ۱۱۱۸ ھ
- ۶۴۔ سعایہ علامہ عبدالحمیٰ حنفی لکھنوی ۱۳۰۴ ھ
- ۶۵۔ المنجد لوئیس معلوف ۱۳۶۵ ھ
- ۶۶۔ القاموس المحیط شیخ محمد بن یعقوب فیروز آبادی ۸۱۷ ھ
- ۶۷۔ حکم الذکر بالجہر مولانا محمد سرفراز صفدر حنفی لکھنوی ۸ ھ
- ۶۸۔ نماز مستون کلاں مولانا صوفی عبدالحمید سواتی بہتم مدرسہ نضرۃ العلوم گوجرانوالہ
- ۶۹۔ احکام رمضان علامہ شاہ محمد عبدالعلیم حنفی صدیقی قادری
- ۷۰۔ فضائل رمضان مولانا محمد زکریا حنفی کاندھلوی ۱۲۰۲ ھ
- ۷۱۔ تجلیات رمضان مولانا حکیم محمد صادق آسیا کوٹی جون ۱۹۸۶ ھ
- ۷۲۔ روحانی اعتکاف علامہ عالم فقری حنفی بریلوی
- ۷۳۔ مکمل و مدلل مسائل اعتکاف علامہ محمد رفعت قاسمی دیوبندی
- ۷۴۔ ضمیمہ فتح المبین مولانا محمد عبدالعلی مدراسی
- ۷۵۔ مترجم نماز محمد اعظم اکبر حنفی قادیانی
- ۷۶۔ ماہنامہ صراط مستقیم بمبئی مدیر مولانا عبدالہادی العمری
- ۷۷۔ ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ مدیر مولانا محمد ضیاء اللہ قادری

مولانا عبدالغفور اتری کی علمی تحقیقی تالیفات



☎ (052) 3258183 - 0300 7174547

امام اعظم اسلام ملک ریسرچ سنٹر فتح گڑھ سیالکوٹ